عالمی ناشرِ رضویات حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول تاباں قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
کی حیات و خدمات پر ممتاز اہلِ قلم کا خراجِ تحسین

ضیائے تاباں

ترتیب و اہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری
Cell #: 0344-8672550

عالمی ناشرِ رضویات حضرت علامہ صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول تاباں قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ
کی حیات و خدمات پر ممتاز اہل قلم کا خراجِ تحسین
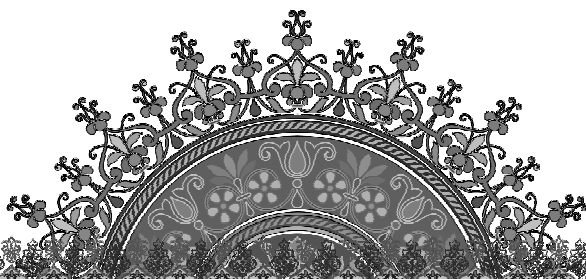
ضیائے تاباں

ترتیب و اہتمام

محمد شرافت علی قادری رضوی

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری
Cell #: 0344-8672550

نام کتاب ...... ضیائے تاباں

ترتیب واہتمام ...... محمد شرافت علی قادری رضوی

تعاون ...... صاحبزادہ ریاست رسول قاری (آف کراچی)

حاجی عبدالرزاق تابانی (آف کراچی)

تاریخ اشاعت اوّل ...... فروری ۲۰۲۰ء

صفحات 64

تعداد 1100

ناشر ...... ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا سمندری

ڈیزائننگ و پرنٹنگ سبحان کمپیوٹرز اینڈ پرنٹرز فیصل آباد

0301-7008928

ملنے کے پتے

جامعہ حنفیہ ۴۳۷ گ۔ب کرول سمندری (پاکستان)

0344-8672550

اچھوتے رضوی

۱۴۴۱ھ

راحت رساں سید وجاہت رسول قادری

۲۰۲۰ء

کراچی

زہے رہبر دین و ملت وجاہت زہے محسن اہل سنت وجاہت
زہے آبروئے صداقت وجاہت زہے جستجوئے حقیقت وجاہت
حمیت وجاہت، عزیمت وجاہت نشانِ رہِ استقامت وجاہت
ہزاروں کروڑوں کو نالیدہ کر کے ہوئے آج دنیا سے رخصت وجاہت
اُنہیں بخشنے کو بلایا گیا ہے گئے ہیں سوئے باب جنت وجاہت
سدا اُن کی ہستی پہ نازاں رہیں گی ریاضت، لیاقت، شجاعت و وجاہت
سبھی کی زباں سے یہی سن رہا ہوں سبھی کہہ رہے ہیں وجاہت ، وجاہت
عروس اُن کی تاریخ رحلت جو پوچھے تو کہئے کہ ''ماہِ شریعت وجاہت''

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی

مونیاں شریف گجرات

آہ میرے محسن

حضرت پیر طریقت آفتاب رضویت اسیرِ مفتی اعظم قاسم فیضان رضا صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ تین پشتوں سے خاندان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہیں آپ کے جد امجد حضرت سیف المسلول شیر اہلسنت سید شاہ ہدایت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ سرکار اعلیٰ حضرت اور آپ والد بزرگوار ولی کامل حضرت سید شاہ وزارت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت حجۃ الاسلام امام حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی کار رضا سے عبارت ہے اٹھارہ برس پہلے جب بہاولپور حضرت فیض ملت مفتی اعظم پاکستان علامہ الحاج ابو صالح مفتی محمد فیض احمد اویسی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں دورۂ تفسیر پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو انہوں نے فقیر سے فرمایا تمہارے اندر رضویات سے لگاؤ ہے آپ کو ان بزرگوں سے رابطہ میں رہنا ہے حضرت قبلہ استادِ گرامی نے دونوں شخصیات کا تعارف عطا فرمایا ایک حضرت صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ دوسرے محسن رضویت جناب پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب مجددی رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں ڈاکٹر صاحب قبلہ جہان امام ربانی پر کام کروا رہے تھے۔

جب جہان امام ربانی شائع تو حضرت قبلہ اویسی صاحب نے فقیر کے لیے بھی جہان امام ربانی کے ایک سیٹ بارے خود ڈاکٹر صاحب کو خط لکھا جو اس فقیر کے پاس محفوظ ہے اللہ تعالی ان مبارک تین ہستیوں کے درجے بلند فرمائے اور ہمیں اِن کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے حضرت قبلہ شاہ صاحب نے اٹھارہ سال اس فقیر کی راہنمائی فرمائی ہر روز ان کی شفقت کے سائے میں اشاعت دین کرنے کی توفیق نصیب ہوتی۔ یہ ساری عطائیں

میرے پیر و مرشد مربی و مولاحضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث ابو محمد، محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کا فیض ہے۔

آپ کی شخصیت ہر پہلو سے وجیہہ ہے شاہ صاحب قبلہ اسم بامسمیٰ تھے۔علم وعمل تقویٰ پرہیزگاری محبت وشفقت میں یادگار اسلاف تھے۔مبارک زندگی کے چالیس برس انہوں نے فکر رضا کو عالم اسلام میں عام کرنے میں بسر کیے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کو اوج کمال تک پہنچا کر اصل مقاصد حاصل کیے درجنوں سکالر حضرات کو (پی ایچ ڈی) ڈاکٹریٹ تک پہنچایا ہے۔

آج اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر کام کرنے والے نظر آتے ہیں تو بے شک اس میں حضرت شاہ صاحب کا بڑا کردار ہے مجھ پر ان کی عنایات کسی سے مخفی نہیں خاص کر صد سالہ عرس رضوی پر ہم نے رشد الایمان فاؤنڈیشن سے جو اشاعتی کام ہوا یہ آپ کی حوصلہ افزائی اور دعاؤں کی بدولت ہے۔

ہر وقت ان کی شفقت کا سایۂ ہمارے لیے کرم کی گھٹا کی طرح رہا محققین سے اس فقیر کا تعارف کروانا، قلمی جواہر پارے عطا فرمانا ،نقد رقم سے ادارے کی تعمیرات میں سرپرستی فرماتے۔عمر شریف کے آخری ایام میں بیماری کے باوجود کراچی سے سمندری شریف کا سفر ایک یادگار اور خدمات رضویات کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

اس حقیر سے اس قدر محبت فرمائی ہماری عرض پر 101 عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر دو دن ہمارے ہاں سمندری شریف فیصل آباد قیام فرمایا۔

عرس رضوی کی مبارک تقریب میں یادگار خطاب فرمایا بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا مجھے فرمایا میں اپنی پوری ٹیم ساتھ تمہارے پاس آیا ہوں حضرت صاحبزادہ سید ریاست رسول قادری پروفیسر ڈاکٹر دلاورخان نوری روفیسر ڈاکٹر سلیم اللہ جندران صاحب اور آپ ہمارے میزبان اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے زندگی میں ہم سب کو ایک سو ایک ویں عرس اعلیٰ حضرت پر اکٹھے کیا ہمارا کوئی ذاتی مقصد نہیں ہے صرف مشن رضا

کا فروغ ہی ہمارا مشن ہے اب سمندری ہی فیض رضا کا سمندر بنے گا۔

یادوں کی داستان ختم نہیں ہوسکتی۔ہم ان کے ممنون وشکرگزار ہیں اور اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس موقع پر جب شاہ صاحب کا چہلم شریف قریب ہے تو کئی ادارے ملک و بیرون ملک ان کی شخصیت پر مقالہ جات شائع کر رہے ہیں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سمندری شریف بھی اپنی عقیدت کا خراج بارگاہ وجاہت میں پیش کر رہا ہے مختلف اہل علم وفن نے اپنی محبت کا نذرانہ حضرت شاہ سید وجاہت رسول قادری کی بارگاہ پیش کیا ہے ہم نے ان سے چند منتخب کیے ہیں۔

یہ ان کے شایانِ شاں تو نہیں لیکن نہ ہونے سے بہتر، آخر میں کریم پرودگار عالم جل جلالہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے مرقد منور پر رحمت و رضوان نازل فرمائے ہمیں ان کے نقشِ قدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محتاج کرم

محمد شرافت علی قادری

22/2/2020

”عابد، پارسا، سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ“

۱۴۴۱ھ

احمد رضا کی فکر کا فیضان آپ تھے
حب نبی کے ذکر کا ساماں آپ تھے
مسلک رضا پہ آپ کی خدمات لازوال
سُنی کے ہر اک درد کا درمان آپ تھے
سال وصال پر متیں ہاتف نے کہہ دیا
”فخرِ جہاں، صاحب عرفان آپ تھے

ایک چراغ اور بجھا

(پروفیسر دلاور خان)

جمعرات کی شام کو موبائل کی گھنٹی بجی موبائل اٹھایا تو معلوم ہوا کہ مولانا یوسف کمال صاحب ہیں ۔سلام کے بعد ان سے حضرت وجاہت رسول قادری صاحب کی طبعیت سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ ''بہتر'' ہے ۔اس کے بعد فوراً فون حضرت صاحب کو دے دیا۔ حضرت صاحب نے گفتگو کا آغاز فروغ رضویات اور ادارے کے استحکام سے کیا اور اختتام بھی اسی پر کیا اور ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔ ذکر رضا میں اس قدر محو تھے کہ اپنی بیماری اور ضعف تک کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی گفتگو سے انداہ ہو رہا تھا کہ آپ صاحب فراش نہیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ آپ چند دنوں کے بعد اپنے گھر منتقل ہو جائیں گے۔اس صحت مندانہ گفتگو سے دل باغ باغ ہو گیا۔ ساری تشویش مندمل ہوگئی اور شکرانہ بارگاہ الٰہی میں پیش کرتا رہا جس نے آپ کو صحت و عافیت سے ایک بار پھر نوازا۔گفتگو میں قاری شرافت علی کا تذکرہ ہوا فروغ رضویات کے سلسلے میں آپ ان سے بہت ہی خوش تھے اور مستقل قریب میں ان سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں راقم کو بھی ڈھیروں دعاؤں سے نوازا اس طرح یہ دس منٹ تک جاری رہی اور کیا معلوم تھا کہ یہ گفتگو آخری گفتگو ہوگی ۔اس کال کے بعد فوراً عزیزم قاری شرافت علی کو فون کیا اور ساری بات چیت سے آگاہ کیا۔جس سے انہیں بھی تسلی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

ہفتہ کی شام کو راقم ڈاکٹر فیاض شاہین کے ساتھ عیادت اور دعاؤں کے حصول کے لیئے ہاسپیٹل پہنچا مولانا یوسف کمال کو تلاش کیا تاکہ وہ ہو ہماری رہنمائی کریں تھوڑی ہی دیر میں وہ سامنے سے آتے دکھائی دیئے۔سلام دعا کے بعد حضرت کی طبیعت سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے سے کافی بہتر ہے،ہاسپیٹل کے ضابطے کے

مطابق ایک وقت میں صرف ایک شخص ہی ملاقات کر سکتا ہے اس وقت حضرت کے صاحبزادے ان کے پاس موجود ہیں جیسے ہی وہ آتے ہیں ان سے کارڈ لے کر آپ کی ملاقات کراتا ہوں۔ ہم صاحبزادے کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ انتظار کے وقفے نے طول اختیار کیا تو مولانا صاحب سے کہا کہ آپ اوپر وارڈ میں جا کر معلوم کریں کیا معاملہ ہے۔وہ وارڈ کی طرف چل دیئے تھوڑی ہی دیر کے بعد فون پر اطلاع دی کہ اچانک حضرت کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے اور ڈاکٹروں نے ملاقات پر مکمل پابندی عائید کردی ہے اس لیے آج ملاقات ناممکن ہے یہ سنتے ہی رنج وغم کا سیلاب امڈ آیا اور ہم سب آپ کی صحت کی دعائیں کرنے لگے ۔ نہایت ہی افسردہ دل ہو کر کہا کہ آپ حضرت سے کہیئے گا فیاض شاہیں اور دلاور عیادت اور حصول دعا کے لیے حاضر ہوئے تھے مگر ڈاکٹروں کی پابندی کی وجہ سے آپ کی زیارت سے محروم رہے۔

اتوار کی صبح سید ریاست رسول قادری صاحب کا فون آیا آواز بھرائی ہوئی تھی اور کہا کہ اب بھائی جان ہم میں نہیں رہے ۔ جمعرات کی گفتگو کے پس منظر میں یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایسا حادثہ ممکن ہوسکتا ہے یہ اطلاع ملتے ہی ایسا محسوس ہوا کہ زمین تلے سے نکل گئی ہے اور آسمان سر پر آپڑا اس رنج وغم کی گھڑی کو کس طرح برداشت کیا اللہ ہی جانتا ہے اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ہم سب کو وقت مقررہ پر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔ پیر کے دن بعد نماز نماز جنازہ ادا ہوئی۔ اس کے بعد عزیزم شرافت علی سے ملاقات ہوئی جو رنج وغم سے نڈھال تھے آپ سید صاحب کے نہایت چہیتے ہیں آپ پر حضرت کی خاص ناگاہ کرم تھی۔ بیماری اور ضعف کی وجہ سے دس سال سے کسی قسم کا سفر اختیار نہیں کیا۔ جب قاری شرافت علی نے سید صاحب کو فیصل آباد اور سمندری میں مدعو کیا تو آپ نے اسے فوراً قبول کر لیا اور فروغ رضویات اور قاری صاحب کی حوصلہ افزائی کے لئے آپ نے اپنی بیماری کو آڑے آنے نہیں دیا پیرانہ سالی کے باوجود آپ نے فیصل آباد اور سمندری میں اعلیٰ حضرت کانفرنس میں بھر

پور انداز میں مقالے پڑھے اور منقبت بھی سنائی جس سے شرکائے کانفرنس جھوم اٹھے جس سے ثابت ہورہا تھا فروغ رضویات کے جنون میں بیماری اور ضعف کی کچھ حیثیت نہیں۔ دوران کانفرنس آپ کا روحانی فیض جاری تھا جو نوجوانوں کو بہت ہی متاثر کر رہا تھا جس کی وجہ سے نوجوانوں نے آپ سے مرید ہونے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آپ نے عجز وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے کہا آپ کسی اور کے مرید بن جائیں تو بہتر ہوگا میں اس قابل نہیں مگر نوجوان کسی طرح بھی ٹلنے کو تیار نہیں تھے آخر اپنی بخشش اورفروغ رضویات کی نیت سے انہیں سلسلہ قادریہ رضویہ میں بیعت کیا۔

تدفین کے بعد قاری شرافت علی کے ساتھ حضرت کے گھر روانہ ہوا ۔ سارے راستے آپ کی شفقت، محبت اور حوصلہ افزائی کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اسی دوران قاری صاحب کے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے کیوں نہ چہلم کے موقع پر آپ کی حیات و خدمات سے متعلق مقالا جات لکھوائے جائیں اور اس موقع پر اسے شائع کر دیا جائے اگرچہ وقت کم ہے لیکن جس طرح بھی ممکن اس کی تکمیل کی جائے اور بعد میں مفصل کام شائع کر دیا جائے گا یہ عزم اور ارادہ لے کر قاری صاحب کراچی سے سمندری روانہ ہوئے آپ نے وقت ضائع کئے بغیر پاک و ہند کے قلم کاروں سے رابطہ کیا جس میں سید صابر حسین شاہ، ڈاکٹر ممتاز سدیدی، ڈاکٹر سلیم اللہ جندران، ڈاکٹر الیاس اعظمی، پروفیسر عطاء الرحمان، مولانا صادق اشرف، مولانا سلیم بریلوی، مولانا غلام مصطفیٰ مالیگاؤں (انڈیا)، صاحبزادہ محمد نجم الامین شامل ہیں۔ جنہوں بر وقت قاری صاحب کو اپنی نگارشات ارسال کیں۔اور یہ کتاب ''ضیائے تاباں'' انتہائی قلیل وقت میں شائع ہو کر آپ کے ہاتھوں کی زینت بنی۔

آسمان رضویت کا اک آفتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الکریم...

آہ! آسمان رضویت کا اک آفتاب غروب ہو گیا..........یہ خبر وحشت اثر آج دنیائے رضویات پر ایک برق بن کر سامنے آئی کہ آج ۳۰/جمادی اولیٰ ۱۴۴۱ھ/ 26/جنوری 2020ء بروز اتوار بوقت دوپہر کراچی کے ایک ہسپتال میں علامہ صاحب زادہ سید وجاہت رسول تاباں قادری رحمۃ اللہ علیہ ہمیں ہمیشہ کے لیے داغ مفارقت دے گئے ہیں، اس دار فانی کو چھوڑ گئے ہیں، دنیا سے منہ موڑ گئے ہیں..........آہ آہ! ہم غربائے اہل سنت ایک بار پھر ایک آفتاب کی تابانی سے محروم ہو گئے ہیں.....علامہ مولانا صاحب زادہ سید وجاہت رسول تاباں قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد سیف المسلول علامہ مولانا سید ہدایت رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۲ھ/۱۹۱۵ء) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) کے نامور خلیفہ تھے۔آپ کے والد ماجد مولانا سید وزارت رسول قادری حامدی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء)، حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء) کے خلیفہ تھے۔

آپ کے تایا مولانا امانت رسول قادری عشقی رحمۃ اللہ علیہ نامور عالم دین اور خطیب تھے، آپ کے عم محترم مولانا حافظ قاری عنایت رسول قادری لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۶۲ء) ایک باذوق ادیب،مصنف اور نعت گو شاعر تھے اور لکھنؤ سے ماہ نامہ ''سنی'' نکالتے تھے۔ آپ ''عمر'' تخلص اور ادبی دنیا میں ''محمد عمر وارثی'' کے نام سے شہرت پائی۔

آپ کے صاحب زادے حمایت رسول قیصر وارثی اور بھتیجے سید سراج رسول حیات وارثی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہندوستان کے صف اول کے شعراء میں ہوتا ہے۔مولانا صاحب زادہ سید وجاہت رسول تاباں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی عمہ محترمہ حسینہ بیگم حامدیہ رضویہ رحمۃ اللہ علیہا (۱۹۷۶ء) ایک

ادیبہ، مضمون نگار اور اصلاحی ڈرامہ نویس تھیں اور ادبی دنیا میں قلمی نام ''فوزیہ صبوحی'' کے نام سے معروف تھیں۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ نظیر النساء بیگم رحمۃ اللہ علیہا (۱۹۸۷ء) بھی شعری ذوق کی حامل خاتون تھیں اور حجۃ الاسلام مولانا مفتی محمد حامد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چہیتی مریدوں تھیں انھیں اپنے پیر و مرشد کی آٹھ دس نعتیں زبانی یاد تھیں جنہیں آپ گھر میں نہایت خوش الحانی سے پڑھتی تھیں۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

اللہ اللہ کیسا علم و عرفان کا گھرانہ تھا! جہاں علم و فضل اور عرفان ووجدان ہی ہر شخصیت کی پہچان اور شان تھی۔ اسی علمی و روحانی گلستان سادات کے آنگن میں ۲۷ / جمادی الاولی ۱۳۵۸ھ/ ۱۶ / جولائی ۱۹۳۹ء کو بنارس میں ایک ایسا آفتاب طلوع ہوا جنہیں دنیا ''سید وجاہت رسول قادری'' کے نام سے جانتی ہے۔ آپ نے قرآن مجید ناظرہ اور اردو کی ابتدائی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ مغفورہ سے گھر پر ہی حاصل کی اور عملاً آپ نے ثابت کر دیا کہ ماں کی گود واقعی دنیا کی پہلی درس گاہ ہے۔ پھر سکول میں داخلہ لیا۔ ماسٹر فرید الرحمٰن مرحوم اور علامہ فضل قدیر ندوی مرحوم نے آپ کے شعری ذوق کو مزید جلا بخشی۔ زمانہ طالبعلمی ہی سے حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے دل دادہ ہو گئے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ نے میٹرک کا امتحان پاس کیا اور راج شاہی گورنمنٹ کالج میں داخلہ لیا شعبہ اردو کے پروفیسر شیدائی مرحوم اور پروفیسر کلیم سہسرامی مرحوم نے آپ کے شعری ذوق کو جلا بخشنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور آخر الذکر کی خواہش پر آپ نے ''تاباں''، ''تخلص'' اختیار فرمایا اور طبع آزمائی فرمائی۔

آپ کا مجموعہ کلام ''فروغِ صبحِ تاباں'' کے نام سے ۱۴۳۷ھ/ ۲۰۱۶ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان کے زیر اہتمام شائع ہو کر سامنے آیا۔ اس پر فقیر کو بھی ''تقدیم'' لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ۱۹۶۳ء میں راج شاہی یونیورسٹی سے ایم اے اکنامکس کرنے کے بعد آپ شکرانے کے لئے سلطان الہند حضرت خواجہ معین

الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوئے تو وہاں مفتی اعظم ہند علامہ مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے، بیعت کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا تہجد کے وقت آنا چنانچہ تہجد کے وقت دوبارہ حاضر ہوئے تو شرف بیعت سے بہرہ ور ہوئے۔

۱۹۸۰ء میں آپ بریلی شریف گئے تو پیر و مرشد سے ملاقات و زیارت کی اور روحانی برکات حاصل کیں......الحمد للہ۔

٤ / مارچ ۱۹٦٤ میں ایم بی اے کی تعلیم کے لئے کراچی آ گئے ایک سال کے بعد تعلیم منقطع کر کے حبیب بینک میں ملازمت اختیار کر لی۔ ۱۹٦۷ میں آپ کے والدین کریمین، عمہ اور برادران بھی کراچی آئے اور پھر یہاں ہی کے ہو کر رہ گئے۔ کراچی روشنیوں کا شہر ہے یہاں آپ نے مختلف مشاعروں میں بھی حصہ لیا اور خراج تحسین حاصل کیا۔ ۷ / اگست ۱۹۷۰ء کو رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ آپ کا نکاح پروفیسر عزیز الدین نقوی مرحوم کی دختر نیک اختر محترمہ ڈاکٹر برجیس جہاں کے ساتھ منعقد ہوا نکاح علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (۱٤۲٤ھ/ ۲۰۰۳ء) نے پڑھایا۔ علامہ محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہ بھی مجلس نکاح میں گواہ کی حیثیت سے شریک تھے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بھی علمی، تحقیقی اور ادبی کاموں میں آپ کی معاون ثابت ہوئیں۔ ان سے آپ کے دو بیٹے سید محمد سطوت رسول قادری اور سید محمد صولت رسول قادری ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے علم و عمل میں برکتیں عطا فرمائے آمین۔

فدائے اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۹۲ء) نے اپنے احباب کے ساتھ ۱۹۸۰ء میں شہر کراچی میں ''ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا قیام عمل میں لایا، ان احباب میں مولانا سید وجاہت رسول قادری بھی نمایاں طور پر شامل تھے آپ ادارہ کے بانی اراکین میں سے ہیں بعد میں آپ ادارہ کی صدارت پر فائز ہوئے ادارہ کے زیر اہتمام سال نامہ ''معارف رضا'' کا جب پہلا شمارہ سامنے آیا تو

اس میں اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں آپ کی ایک منقبت بھی شامل تھی جس کا مطلع کچھ یوں ہے: ؎

تاجدار اہل سنت حضرت احمد رضاؒ

ہیں امام اہل سنت حضرت احمد رضا

۱۹۸۱ء میں آپ نے اپنی والدہ ماجدہ کی معیت میں پہلی بار حج بیت اللہ زیارت دربارِ گہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سعادت سے مشرف ہوئے۔اس دوران خلیفہ اعلیٰ حضرت حضرت قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء) سے بھی شرف ملاقات حاصل ہوا۔ ۱۹۸۵ء میں آپ نے اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ دوسری بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کی سعادت حاصل کی۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے تیسری بار بھی فریضہ حج اور زیارت حرمین شریفین سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ ۱۹۹۶ء میں چوتھی بار بھی حج وزیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔**فلحمد للہ علی ذالک۔**

ان کے علاوہ آپ نے چھے عمرے بھی ادا کئے۔ ۱۹۹۰ء میں آپ نے جو عمرہ ادا کیا وہ اس لحاظ سے یادگار ہے کہ آپ کو فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی معیت بھی حاصل تھی اور عراق کی تمام زیارات مقدسہ پر بھی حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ فدائے اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی پاکستان کو آسمان شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دینی وملی اور سیرت وکردار پر دنیا بھر کے ارباب علم ودانش سے تحقیقی مقالات لکھوائے اور شائع کروائے۔ سال نامہ ''معارف رضا'' کے ساتھ ساتھ آپ نے ماہ نامہ ''معارف رضا'' کی اشاعت بھی نہایت برق رفتاری سے جاری وساری رکھی اور اس کی ادارت بھی آپ نے خود سنبھالی آپ نے نہ صرف دوسرے اہل علم کی توجہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شان دار خدمات کے بارے میں مبذول کرائی بلکہ آپ خود بھی عملی

میدان میں نمایاں رہے اس پر آپ کے بیسیوں مقالات و اداریات شاہد و ناطق ہیں۔
کراچی میں آپ سندھ کلب کی مسجد میں تیرہ سال تک جمعہ المبارک پڑھاتے رہے اور اپنے خطبات سناتے رہے قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت فرما کر نہایت تحقیقی مقالات پیش کر کے اپنا علمی لوہا منوایا۔۔٦ /ستمبر ١٩٩٩ء آپ مصر کے علمی دورے پر گئے شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہم رکاب تھے۔ وہاں شیخ الازہر الدکتور محمد سید طنطاوی مدظلہ سے علمی ملاقاتیں کیں اور وہاں کے دیگر اربابِ بصیرت سے علمی ملاقاتیں کیں جامعہ ازھر میں پہلی بار امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی اور تین علماء ازھر کو''امام احمد رضا گولڈ میڈل'' دیا گیا اور واپسی پر اس علمی سفر کی روداد دل پذیر''سفر نامہ قاہرہ'' کے نام سے لکھی جو پہلے ماہ نامہ''معارف رضا'' کراچی میں قسط وار شائع ہوئی بعد ازاں اسے ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی نے مرتب کیا اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے تحت کتابی صورت میں بھی شائع ہو کر سامنے آ چکی ہے۔

٢٠ /مئی ٢٠٠١ء کو آپ علمائے کرام کے ایک وفد کے ساتھ بریلی شریف گئے جہاں عرس رضوی کے موقع پر یادگار اعلیٰ حضرت''دارالعلوم منظر اسلام'' کے جشن صد سالہ میں شرکت کی وہاں آپ کی زبردست پذیرائی ہوئی آپ کو جگہ جگہ شاندار استقبالئے دیئے گئے اربابِ علم و فضل سے مفید ملاقاتیں ہوئیں۔ اس سفر رضویات کی روداد بھی آپ نے لکھی جو''معارف رضا''میں شائع ہو کر سامنے آئی۔ ٢٥ / جون ٢٠٠٣ء کو آپ نے غوثیہ کانفرنس چٹاگانگ بنگلہ دیش میں شرکت فرمائی اور وہاں کے علمی و تحقیقی علمائے کرام سے ملاقاتیں کیں اور اس علمی سفر کو آپ نے''اپنا دیس بنگلہ دیش'' کے عنوان سے قلم بند فرما کر ''معارف رضا''میں قسط وار شائع فرمایا۔ بعد ازاں ان قسطوں کو بھی ملک محمد محبوب الرسول قادری رضوی نے یکجا کیا جسے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے تحت کتابی صورت میں شائع کیا۔

المختصر آپ ساری زندگی کار رضا میں مصروف رہے۔ آپ کی ساری زندگی جذبۂ حب

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھی۔ دنیا بھر میں آپ نے اعلیٰ حضرت پر کام کرنے والوں سے رابطہ رکھا۔ انہیں کتابیں بھجوائیں۔ ان کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ابھی ابھی امریکہ سے فقیر کے ایک مہربان اور قدردان محبی سید محمد منور علی شاہ قادری رضوی غورغشتوی نے خبر دی ہے کہ تین دن پہلے حضرت صاحب زادہ علامہ مولانا سید وجاہت رسول قادری کی جانب سے ان کے دستخطوں کے ساتھ رضویات پر مبنی ضخیم کتابیں فردوس نظر ہوئی ہیں اور آج ان کی وفات نے غم ناک کر دیا ہے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ہمارے ایک دوست شرافت علی قادری نے پنجاب کے ایک دور افتادہ علاقے میں صد سالہ عرس رضوی کے موقع پر ''امام احمد رضا کانفرنس'' منعقد کی اور آپ کو دعوت دی تو آپ ان کی دل جوئی کی خاطر نہایت علالت اور ضعیف العمری کے باوجود وہاں رونق افروز ہو گئے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے مقالہ بھی پڑھا۔ ۲۰۱۵ء میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام اسلامک زید سنٹر ہال میں ''امام احمد رضا کانفرنس'' انعقاد پزیر ہوئی تو اس ناچیز کو بھی وہاں مقالہ پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی جب مقالہ اختتام پذیر ہوا تو تو فرط جذبات سے کھڑے ہو گئے اور مجھے گلے لگا لیا اور میری پیٹھ پر تھپکی ماری اور شاباش دی۔ کانفرنس جب ختم ہوئی تو اضع وغیرہ کے بعد جب سنٹر سے تھوڑا باہر نکلے تو نماز مغرب کا وقت تھا، فیصلہ ہوا کہ نماز یہاں ہی پڑھ لی جائے۔ چناچہ صفیں درست کی گئیں ہم سب نے عرض کیا کہ حضرت آپ امامت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا نہیں امامت صابر حسین شاہ بخاری کرائے گا۔ فقیر نے پھر عرض کیا کہ حضرت آپ ہی امامت فرمائیں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: صابر حسین شاہ بخاری صاحب! میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ آج تم ہی امامت کراؤ۔ اب حکم تھا، تعمیل ضروری تھی۔ اللہ اللہ، اصاغر نوازی کی اس قسم کی مثالیں بہت کم ہی ملتی ہیں۔ حضرت کو جید اکابرین اہل سنت سے اجازت و خلافت حاصل تھی لیکن آپ نے ہمیشہ عاجزی و انکساری سے کام لیا۔ اس احقر کو بھی آپ نے تمام سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔ فقیر پر آپ کی نوازشات وعنایات کا شمار نہیں۔ جب بھی کوئی مقالہ لکھا تو آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی۔ کتاب ''امام احمد رضا اور احترام سادات'' لکھی تو آپ

نے نہ صرف تعاون فرمایا بلکہ اس پر مفصل ''تقدیم'' بھی لکھی۔تقاریظ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ پر بھی آپ نے زوردار تقدیم لکھی۔خزینہ حدائق بخشش پر تقدیم عنایت فرمائی۔اسی طرح دیگر اہل قلم سے بھی آپ اسی طرح پیش آتے تھے۔ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔علالت اور ضعیف العمری کے باوجود آخر دم تک اس احقر کی خبر گیری فرماتے رہے۔اللہ اللہ ایسے لجپال بزرگ اب ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔

آج ۳۰/جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ/۲۶/جنوری ۲۰۲۰ء بروز اتوار دوپہر کو جب آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر چلی تو فوراً دنیا بھر میں یہ خبر پھیل گئی۔ دنیا بھر کے سنجیدہ اہل قلم رنجیدہ ہوکر رہ گئے جہاں دیکھو صف ماتم بچھا ہوا ہے۔قرآن خوانی ہورہی ہے۔نعت خوانی ہو رہی ہے۔آپ کی حیات وخدمات زبان زدِ خاص و عام ہیں۔یہی آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔آپ خود فرماتے ہیں:

تاباں کو کیسا خوف اور کیسا الم کہ جب
مشکل کشا نبی ہو تو ڈرنا نہ چاہئے

آہ صد آہ۔آپ کی وفات حسرت آیات سے ہم غربائے اہل سنت کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔آپ کی باتیں اور یادیں بار بار یاد آتی رہیں گی۔لیکن اب صبر کے سوا کوئی چارہ بھی تو نہیں۔ضرورت ہے کہ آپ کے محبوب ادارہ تحقیقات امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو اسی جذبہ وشوق کے ساتھ چلایا جائے جس طرح آپ چاہتے تھے۔آپ کے مضامین ومقالات کو ازسرِ نو سامنے لایا جائے۔آپ کے مکاتیب اور آپ کے نام مشاہیر کے مکاتیب پر بھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ادارہ کا فرض ہے کہ آپ کی حیات وخدمات پر ''معارف رضا'' کی خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا جائے اور آپ کے احوال وآثار پر ایک کتاب بھی سامنے لائی جائے۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل آپ کی بخشش فرما کر آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے کام کو آگے بڑھانے کی توفیق رفیق عطا

فرمائے آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیا امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

دعا گو ودعا جو

مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

ادارہ فروغ افکار رضا وختم نبوت اکیڈمی

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان پوسٹ کوڈ نمبر 43710

(۳۰/جمادی الاولی ۱۴۴۱ھ/ ۲۶/جنوری ۲۰۲۰ء بروز اتوار بوقت ۱۲:۳۰ رات)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ختم چہلم شریف

29 فروری ہفتہ صبح 10 بجے

دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

حضرت علامہ مولانا

پیر طریقت، ناشر رضویات

پیر سید وجاہت رسول قادری

منجانب

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا سمندری شریف

سید وجاہت رسول قادری اور فروغ رضویات کی عالمی کوششیں

(ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی خدمات کے تناظر میں)

غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن مالیگاؤں)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسلاف کے مسلک و منہج کی مدلل انداز میں ترجمانی ونمائندگی کی۔ آپ نے اپنے عہد میں نو پید فتنوں کا علمی محاسبہ کیا۔ ان پر شرعی حکم عائد کر کے سرمایۂ ملت کی نگہ بانی کی۔ آپ کی ذات اہلِ حق کی پہچان اور سُنّیت کا معیار بن گئی ہے۔ آپ کی خدماتِ علمیہ دانش گاہوں اور تحقیقی اداروں کا محور و مصدر ٹھہریں۔ آج عالم یہ ہے کہ جہانِ علم و فضل میں کارِ رضا، فکرِ رضا، یادِ رضا اور ذکرِ رضا کی دھوم ہے۔ ہر بزم میں اعلیٰ حضرت کا چرچا ہے۔ ہر فن کی بلندی پر فکرِ رضاؔ کا علَم لہرا رہا ہے۔ ہر جہت میں کارِ رضا کی گونج ہے۔ ہر گلشن میں بریلی کے گُلِ ہزارہ کی خوشبو ہے۔

ملکِ سُخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

عالمی سطح پر علمی انداز میں اعلیٰ حضرت کی خدمات کی ترسیل و توسیع کے لیے ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی کی خدمات آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ ادارہ نے اپنے سرپرستوں، بانیوں اور مشیروں کی رہبری میں فتوحات کے کئی پڑاؤ نصب کیے۔ کامیابیوں کے کئی پھریرے بلند میناروں پر لہرائے۔ جس کی روشنی میں بزمِ علم و فضل نہا گئی اور نغماتِ رضاؔ سے جہانِ سُنّیت گونج گونج اُٹھا۔

گونج گونج اُٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا قیام وضرورت:

۱۹۷۹ء میں حضرت سید ریاست علی قادری بریلی شریف تشریف لے گئے، واپسی میں حدیث و فقہ پر لکھے گئے اعلیٰ حضرت کے حواشی بشکلِ مخطوطہ ساتھ لائے۔ کراچی

پہنچے۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کی۔ دورانِ ملاقات ان مخطوطات پر کام کے سلسلے میں تبادلۂ خیال ہوا۔ ڈاکٹر موصوف نے ایک تحقیقی ادارہ کے قیام پر زور دیا۔ اعلیٰ حضرت پر علمی کام کے لیے باقاعدہ فکر سازی ہوئی۔ ۱۹۸۰ء میں ''ادارۂ معارفِ رضا'' سے فروغِ فکرِ اعلیٰ حضرت کا سفر شروع ہوا۔ جسے باقاعدہ ''ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا'' کا نام دیا گیا۔ ابتدا سے ہی حضرت سید وجاہت رسول قادری اس کارواں میں شریک رہے۔ پہلا رسالہ جو اعلیٰ حضرت کا شائع ہوا وہ ''رسالہ در علم لوگارثم'' تھا۔ جس پر شاندار مقدمہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی نے لکھا۔ اشاعت ۱۹۸۰ء میں ہوئی۔ شیخ حمیداللہ قادری چشتی کی بھی ابتدا سے ہی ادارہ پر توجہ رہی۔ سید ریاست علی قادری صدر نشیں ہوئے۔

اسی سال مجلہ ''معارفِ رضا'' کی تاسیس کی گئی۔ جس کا نام مؤرخ و مترجم علامہ شمسؔ بریلوی نے تجویز کیا۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے تمام تر مواد محققانہ، علمی اور تحقیقی ہوتے۔ جس کا حوالہ اپنی نگارشات میں اہلِ علم و تحقیق اب تک دیتے چلے آ رہے ہیں۔ مجلہ کی اشاعت سے بزم میں روشنی پھیل گئی۔ شرق و غرب میں اعلیٰ حضرت کے افکار کا غلغلہ بلند ہوا۔ چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ پہلے مجلہ معارفِ رضا کے ابتدائیہ میں یہ عبارت درج ہے کہ:

> ''ہمیں محترمی جناب سید شاہ تراب الحق قادری، جناب سید وجاہت رسول قادری اور جناب ایچ آر خاں صاحب کا خصوصیت سے ذکر کرنا ہے کہ ان حضرات نے ہمارے ساتھ بھرپور تعاون فرمایا ہے؛ اور ہماری توقعات سے بڑھ کر ہماری مدد فرمائی ہے۔''

(مجلہ معارفِ رضا، اداریہ، ص۵، ۱۹۸۰ء کراچی، تاریخ و کارکردگی ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل، پروفیسر ڈاکٹر مجیداللہ قادری، ص۱۱، ۲۰۰۵ء)

منزل بہ منزل:

ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔ لوگ ساتھ آتے گئے۔ کارواں تشکیل پاتا گیا۔ افراد جُڑتے گئے۔ کام کی رفتار بڑھتی چلی گئی۔ ابتدا ہی میں حضرت سید وجاہت رسول

قادری شامل ہوئے۔ کام سے منسلک ہوئے۔ اعلیٰ عہدے پر فائز تھے ہی؛ ادارہ میں بھی آپ کی سرگرمی بڑھتی گئی۔ رونق دوبالا ہوئی۔ سید ریاست علی قادری کے دست راست ہوئے اور بعد از وصال صدر نشیں ہوئے۔

(۱) سالانہ امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد ہونے لگا۔جس میں علما، مشائخ،ججس، بیرسٹر، وکلا، پروفیسرز، طلبہ اور عمائدین و ماہرینِ علم وفن جمع ہوتے۔ مقالے پڑھے جاتے۔تدابیر تیار کی جاتیں۔اشاعت کے نئے نئے منصوبے بنتے۔علمی کام کیے اور کروائے جاتے۔کانفرنس کے موقع پر منظور حسین جیلانی کی تجویز پر''مجلہ امام احمد رضا کانفرنس'' کی اشاعت بھی عمل میں لائی گئی؛ جس کے لیے ساری دُنیا کی مقتدر ہستیوں سے اعلیٰ حضرت پر تاثرات اور کانفرنس کے لیے پیغامات لکھوائے جاتے۔ الحمدللہ! راقم نے کئی ہندی اکابر کی طرف سے پیغامات بھیجے؛ جن کی اشاعت بھی عمل میں آئی۔ یہ بھی اہم پیش رفت تھی جس کے خوش گوار اثرات رونما ہوئے کہ اعلیٰ حضرت پر مختلف میادین کے ماہرین نے اظہارِ خیال کیا اور بارگاہِ رضاؔ میں محبتوں کا خراج،عقیدتوں کا توشہ نذر کیا۔

(۲) مجلہ معارفِ رضا پابندی سے چھپنے لگا۔اردو کے ساتھ ہی عربی و انگریزی میں بھی چھپنے لگا۔

(۳) بعد کو معارف رضا(اردو) ماہ نامہ کے بطور چھپنے لگا۔ راقم کی بھی کئی تحریریں گزرے کئی برسوں سے چھپ رہی ہیں۔

(۴) ہر سال فکرِ رضا پر تحقیقی انداز میں کتابوں کی اشاعت ہونے لگی، اردو کے ساتھ ہی عربی و انگریزی میں بھی اشاعت کا سلسلہ دراز ہوا۔پھیلتا چلا گیا۔غبار چھٹتے گئے۔ جھوٹ کی تہیں چاک ہونے لگیں۔سچ اُبھرنے لگا۔ چھانے لگا۔صبح نمودار ہوئی۔

(۵) جامعات و یونیورسٹیز میں پی ایچ ڈی و ایم فل کے لیے مقالات لکھے جانے لگے۔ ادارہ کی رہنمائی و رہبری ہر مقام پر شامل رہی۔سید وجاہت رسول قادری نے مواد

کی فراہمی کے لیے ہمیشہ تن دَہی و فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ از خود مواد کے لیے رہنمائی کرتے اور بذریعۂ ڈاک یا دَستی اسکالرز تک مٹیریل پہنچاتے۔ اس پہلو سے انڈیا کے اکثر محققین گواہ ہیں کہ جب بھی کسی عنوان پر ریسرچ کے لیے ان سے رابطہ کیا گیا؛ بروقت تعاون فراہم کیا۔ خاکہ میں مدد دی۔ اعلیٰ حضرت پر کام کے لیے عنوان کا تعین کیا۔ پھر عنوان کی منظوری سے مقالہ کی تکمیل تک۔ Thesis کی تیاری میں مسلسل رابطہ قائم رکھتے ہوئے ہر ممکن اعانت کرتے۔ راقم نے خود کئی عناوین پر مقالہ نویسی میں سید وجاہت رسول قادری صاحب سے مدد لی۔ آپ نے کتابوں کے سیٹ بھیجے۔ حوصلہ افزائی کی۔ ترسیل کے اخراجات خود کرتے اور کتابیں فوراً بھیجتے۔

معارفِ امام احمد رضا کانفرنس:

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے قیام سے ہی امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد کا دائرہ وسیع ہوتا رہا۔ پہلے ملکی سطح پر کانفرنس ہوتی رہی۔ پھر عالمی سطح پر ہونے لگی۔ ان کانفرنسوں میں بڑی بڑی شخصیات نے شرکت کی۔ صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری کی صدارت نے کام کو پختگی عطا کی۔ آپ نے حضرت سید ریاست علی قادری کی نیابت خوب ادا کی۔ ان کے منصب و مشن کی تقویت کا سامان مہیا کیا۔ ٹیم فعال تھی۔ افرادی قوت میسر تھی۔ ارادے نیک تھے۔ چشم و چراغِ خانوادۂ اعلیٰ حضرت مفتی تقدس علی خاں بریلوی کی دُعائیں ساتھ تھیں۔ مقاصد میں کامیابی ملتی گئی۔ ذکر تھا کانفرنسوں میں شریک مشاہیر شخصیات کا، جن میں نمایاں شرکا کے نام یہاں ذکر کیے جاتے ہیں، جن کی زینت سے بزم میں سیکڑوں چراغ جَل اُٹھے اور آج بھی بزمِ رضاؔ میں کلامِ رضاؔ کے نغموں کی گونج ہے:

۱۔ حضور پیر سید طاہر علاؤ الدین القادری الجیلانی:
۲۔ حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری (بریلی شریف)
۳۔ حضور سرکارِ کلاں مولانا سید مختار اشرف اشرفی الجیلانی (کچھوچھہ شریف)

۴۔حضرت سید یوسف ہاشم الرفاعی (سابق وزیر اوقاف کویت)
۵۔علامہ شمس بریلوی
۶۔علامہ سید شاہ تراب الحق قادری
۷۔علامہ ارشد القادری
۸۔علامہ شاہ احمد نورانی
۹۔خواجہ ابوالخیر عبداللہ جان نقشبندی مجددی
۱۰۔پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی
۱۱۔علامہ قاری رضاء المصطفیٰ اعظمی
۱۲۔علامہ عبدالحکیم شرف قادری
۱۳۔مفتی ڈاکٹر سید شجاعت علی قادری (شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ)
۱۴۔ پروفیسر ڈاکٹر شیخ حازم محمد احمد المحفوظ الازہری (استاذ شعبۂ اردو ادب، الازہر یونیورسٹی مصر)
۱۵۔مفتی محمد نصراللہ خان افغانی (سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ افغانستان)
۱۶۔مفتی محمد حنیف خان رضوی مصباحی
۱۷۔ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی
۱۸۔ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم مصباحی
۱۹۔مولانا یٰسین اختر مصباحی
۲۰۔ڈاکٹر مفتی مکرم احمد نقشبندی (شاہی امام مسجد فتح پوری دہلی)
۲۱۔پروفیسر شاہ فرید الحق
۲۲۔ خواجہ رضی حیدر
۲۳۔پروفیسر ڈاکٹر مختار الدین احمد (سابق صدر شعبۂ عربی، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ)
۲۴۔پروفیسر ڈاکٹر پیرزادہ قاسم رضا صدیقی (صدر شعبۂ فزیالوجی، کراچی یونیورسٹی)

۲۵۔ پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالباری صدیقی

۲۶۔ پروفیسر ڈاکٹر محمود حسین بریلوی

۲۷۔ ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم مارہروی

۲۸۔ پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری

کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ کراچی، لاہور و اسلام آباد میں ہوا۔ عالمی سطح پر کئی ملکوں میں تحقیقی کانفرنسوں کا اہتمام ہوا۔ اب تک ادارہ کے زیر اثر کانفرنسوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔ ایک اہم شروعات ادارہ نے یہ کی کہ اعلیٰ حضرت پر جامعات میں ریسرچ کرنے والے اسکالرز کو ''امام احمد رضا گولڈ میڈل'' پیش کرنا شروع کیا۔ خود ہند کے کئی اسکالرز اس میڈل سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ کچھ دقتوں کے باعث اِدھر کچھ مدت سے سید وجاہت رسول قادری ہند نہ آسکے۔ راقم کو کئی مرتبہ موصوف نے کہا کہ ہند میں اعلیٰ حضرت پر تحقیق کا مرحلۂ شوق طے کرنے والے متعدد اسکالرز کے گولڈ میڈل ادارہ میں رکھے ہوئے ہیں؛ جنھیں ان تک پہنچانا ہے۔ راقم نے اِس سلسلے میں اپنی سی کوشش کی لیکن کامیابی نہ مل سکی۔ سالِ گزشتہ ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ سے میری اس سلسلے میں گفتگو بھی ہوئی تھی کہ سید وجاہت رسول قادری صاحب نے آپ سمیت متعدد محققین رضویات کے میڈلز کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔

سید وجاہت رسول قادری نے کانفرنسوں میں جو خطباتِ استقبالیہ پیش کیے۔ وہ اعلیٰ حضرت پر علمی اعتبار سے اہمیت کے حامل ہوتے تھے، جن کا تجزیہ ایک وسیع مقالہ کا متقاضی ہے۔ کوئی صاحبِ قلم اِن جہتوں سے جائزہ لے سکتا ہے: اعلیٰ حضرت پر علمی کام کی ضرورت: تحقیقی سفر میں مشاہدات کے اوراق، منزل بہ منزل رضویات کا پڑاؤ، بحیثیت فرع علم مطالعہ رضویات کے جدید تقاضے، اسلوبِ تحقیق کی عصری معنویت۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کے منصوبوں کو عملی شکل دینے کے لیے مال و اَسباب اور وسائل کی فراہمی کے لیے بھی سید وجاہت رسول قادری نے اراکین کے ساتھ مل کر جدوجہد کی۔ کتابوں کی اشاعت کی راہ ہموار کی۔ معارفِ رضا میں مدتوں اداریہ لکھا جو حال کے شامیانے میں فکر رضاؔ کی روشنی میں تاباں مستقبل کی طرف رہنما ہوتے تھے۔

تاباں وجاہتیں:

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے سفر میں نشیب و فراز بھی آئے، لیکن ادارہ استقامت کے ساتھ منزل کی سمت گامزن رہا۔ ۳؍جنوری ۱۹۹۲ء میں صدر ادارہ سید ریاست علی قادری کا وصال اسلام آباد میں ہوا، یہ زخم بہت شدید تھا۔ پھر اب سید وجاہت رسول قادری کا وصال ۲۶؍جنوری ۲۰۲۰ء/ ۳۰؍جمادی الاول ۱۴۴۱ھ کو ہوا جو تازہ زخم ہے۔ سید وجاہت رسول قادری کو فروری ۱۹۹۲ء میں سید ریاست علی قادری کے وصال کے بعد ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے اپنے منصب کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ ۱۹۹۳ء کی ایک تحریر میں وجاہت صاحب ادارہ کی خدمات کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''یہ سعادت ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کے حصہ میں آئی کہ وہ امام احمد رضا محدث بریلوی کے فکر و مشن کو عام کرنے میں ہمہ تن مصروف ہے۔ ناشر رضویات سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے ۱۳؍سال قبل جس مشن کی داغ بیل ڈالی تھی، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی شکل میں؛ آج الحمدللہ وہ ایک تناور درخت کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور اس کے ثمرات ملکی و بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ امام احمد رضا محقق بریلوی کے معاندین و حاسدین کا قائم کردہ غلاف تارِ عنکبوت کی طرح تار تار ہونا شروع ہو گیا ہے۔ رات کی ظلمت چھٹ رہی ہے، جوں جوں صبح ہوتی جا رہی ہے، کھوٹے سکوں میں سے کھرے سکے کی پہچان ہوتی جا رہی ہے اور اس بیش قیمت ہیرے کی چکا چوند سے آنکھیں خیرہ ہو رہی ہیں۔''

(مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء، ص ۱۱۔ ۱۲)

ادارہ نے اپنا ایک شعبہ برائے مطبوعات ''المختار پبلی کیشنز'' قائم کیا۔ جہاں سے عربی، اردو، انگریزی، فارسی اور سندھی میں کتابیں ترجمہ ہو کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں۔ یوں ہی مشنِ امام احمد رضا استقامت فی الدین و اخلاقی خوبیوں کی تعمیر کے تئیں

اصلاحی و اخلاقی لٹریچر بھی منظر عام پر آئے۔ کئی کتابیں تو خود سید وجاہت رسول قادری نے تحریر فرمائیں۔جن کی فہرست آگے ذکر کی جائے گی۔

دورۂ قاہرہ مصر:

سید وجاہت رسول قادری نے علامہ عبدالحکیم شرف قادری کے ساتھ فروغِ رضویات کی غرض سے جامعۃ الازہر قاہرہ مصر کا دورہ کیا۔ یہ سفر ۶ر ستمبر ۱۹۹۹ء کو شروع ہوا۔ ۱۷ر روزہ دورہ میں کئی اہم تقاریب مختلف شعبوں کے اسکالرز کے ساتھ منعقد کی گئیں۔ بالخصوص شیخ الازہر سے بڑی اہم ملاقات رہی؛ جس میں اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ کنزالایمان سے متعلق ان کا مثبت تاثر اور اعلیٰ حضرت کی تصانیف سے متعلق اظہارِ خیال اہمیت و افادیت کے حامل ہیں۔ اسی دورہ میں ایک اہم تقریب جامعۃ الازہر کے کیمپس میں منعقد کی گئی؛ جس میں اعلیٰ حضرت پر علمی کام کرنے والی درج ذیل شخصیات کو گولڈ میڈل سے نوازا گیا:

۱۔ دکتور حسین مجیب المصری

۲۔ دکتور فوزیہ عبدربہ

۳۔ دکتور رزق مرسی ابوالعباس

۴۔ شیخ حازم محمد المحفوظ

اسی تقریب میں مصر سے شائع ہونے والی کتاب ''المنظومۃ السلامیۃ'' (سلام اعلیٰ حضرت ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا عربی ترجمہ) شرکاے بزم کو پیش کی گئی، جسے دکتور حسین مجیب مصری نے ترجمہ کیا ہے۔

اسی سفر میں جامعہ عین الشّمس قاہرہ کی مختلف کلیات میں اعلیٰ حضرت نیز دیگر علماے اہلسنّت کی ۵۷۳ر کتابیں عطیہ کی گئیں۔

عرب دُنیا میں اعلیٰ حضرت کی مقبولیت پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب ''امام احمد رضا اور عالم اسلام'' اور ''امام احمد رضا اور دُنیاے عرب'' کا مطالعہ کریں۔ یا راقم کا مقالہ ''امام احمد رضا: تحقیق کے آئینے میں'' (مشمولہ یادگارِ رضا، مطبوعہ رضا اکیڈمی

ممبئی) کا مطالعہ مفید ہوگا۔

جنوری ۲۰۰۱ء میں عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد کراچی میں ہوا، برکاتی فاؤنڈیشن نے اس کا اہتمام کیا، تواس موقع پر عرب وعجم کے سیکڑوں علما مدعو کیے گئے۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کی طرف سے علما و مشائخ کے استقبال کے لیے ایک پروگرام حضرت سید وجاہت رسول قادری کی نگرانی میں ہوٹل ریجنٹ پلازہ میں منعقد کیا گیا، جس میں علماے عرب نے اعلیٰ حضرت کی خدمات پر کھل کر اپنے تاثرات پیش کیے۔

۱۴۲۲ھ میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کا صد سالہ جشن منایا گیا۔ ادارہ کا ایک مؤقر وفد سید وجاہت رسول قادری کی سربراہی میں عازمِ ہند ہوا۔ بریلی شریف میں ہونے والے عالمی جشن میں شرکت کی۔ اعلیٰ حضرت پر ہند میں ہونے والے علمی کاموں کا جائزہ لیا۔ بعد کو صد سالہ جشن منظر اسلام کا آنکھوں دیکھا حال کے زیر عنوان سید صاحب نے اس کی روداد لکھ کر شائع کی۔ اس سفر میں بھی کارِ رضاؔ پر کئی اہم نشانات طے کیے گئے۔ کئی مشاہدات کے اَوراق روشن ہوئے۔ اس موقع پر خانقاہِ رضویہ بریلی شریف نے ادارہ سے وابستہ چار شخصیات کو اعزاز و اعترافِ خدمات سے نوازا؛ ان میں سید وجاہت رسول قادری بھی شامل ہیں، چار شخصیات کے نام اس طرح ہیں جنھیں وثیقۂ اعتراف و شیلڈ تفویض ہوئی:

۱۔ صاحب زادہ سید وجاہت رسول قادری

۲۔ حضرت علامہ شمس بریلوی

۳۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

۴۔ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

سید صاحب نے معارفِ رضا کا خصوصی شمارہ ۴۲؍ مقالات پر مشتمل ''صد سالہ جشن دارالعلوم منظر اسلام بریلی'' شائع کیا۔ اسی موقع پر ایک کتاب بھی بعنوان ''دارالعلوم منظر اسلام'' شائع کی گئی جس میں سید وجاہت رسول قادری اور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے مقالات شامل تھے۔ اس سال دارالعلوم منظر اسلام کی تعلیمی خدمات

کے تناظر میں کئی اشاعتی کام رضویات کے زیرعنوان ادارہ سے ہوئے، جن میں تین کتابیں سید وجاہت رسول قادری نے تحریر کیں۔

تصانیف:

سید صاحب کو تحریر و تصنیف سے گہرا شغف تھا۔ نثر عمدہ، سلیس، رواں دواں تھی۔ اسلوب دل کش اور محققانہ تھا۔ آپ کی تصانیف کی فہرست یہاں پیش کی جاتی ہے:

۱۔ امام احمد رضا اور تحفظ عقیدۂ ختم نبوت

۲۔ تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام

۳۔ تذکرہ مولانا سید وزارت رسول قادری

۴۔ دارالعلوم منظرِ اسلام

۵۔ اصلاحِ معاشرہ

۶۔ رحمت عالم ﷺ امن و اخوت کے داعی اعظم

۷۔ اسوۂ حسنہ کے چراغ

۸۔ اسلام میں عدل و احسان کا تصور

۹۔ خانوادۂ نبوت کا اسوۂ حسنہ

۱۰۔ حقیقت عید میلاد النبی ﷺ

۱۱۔ فروغِ صبحِ تاباں (مجموعۂ کلام)

۱۲۔ معلم کائنات

۱۳۔ کنزالایمان کی عرب دُنیا میں پذیرائی

۱۴۔ اصلاحِ معاشرہ سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں

۱۵۔ امام احمد رضا کا اسلوبِ تحریر و تحقیق

۱۶۔ اہلِ تصوف کا تصورِ جہاد

۱۷۔ امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات

۱۸۔ لال قلعہ سے لال مسجد تک

۱۹۔ فضیلتِ اعتکاف

۲۰۔ ImamAhmedRazaBarelvi

۲۱۔ معارفِ اسلام

۲۲۔ سفر نامۂ قاہرہ

۲۳۔ سفر نامۂ بنگلہ دیش

علاوہ ازیں سال نامہ معارفِ رضا، ماہ نامہ معارفِ رضا کے اداریے، شذرے، تبصرے، تجزیے اور مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کے ابتداییے بھی اِس قدر جامع ہیں کہ جنھیں مرتب کر لیا جائے تو کئی جلدیں بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ! ادارہ کے موجودہ اراکین کو استحکام بخشے کہ وہ ان اثاثوں کو جلد منظم طریقے سے کتابی شکل دے کر بزمِ علم کو معطر کر دیں۔

آپ نے شمع علم روشن کی۔ مینارِ رضا سے جو روشنی لی وہ تا حیات بانٹتے رہے۔ اُجالے پھیلاتے رہے۔ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلوں میں جگاتے رہے۔ جذبات کو تازگی فراہم کرتے رہے۔ دُشمنانِ ناموسِ رسالت سے بچنے کی تلقین کرتے رہے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی تقویت کا ساماں کرتے رہے۔ انھیں کی بارگاہ میں انھیں کے اشعار نذر کرتے ہوئے قلم کو روکتا ہوں ؎

اویسی جنت الفردوس میں پہنچے یہی کہتے
تِرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نصابِ عشق تاباں ہے ہمارا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تِرے دُشمن سے کیا رشتہ ہمارا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۶ ؍فروری ۲۰۲۰ء

بروز اتوار بوقت ۲ ؍بجے شب

❁❁❁

شاہ وجاہت رسول قادری رضوی

ابوالخطیب مولانا محمد صادق اشرف القادری الرضوی

حضرت وجاہت کا تعلق سادات بخارا سے ہے آپ کے والد ماجد علامہ سید وزارت رسول قادری رضوی حضور حجۃ الاسلام امام محمد حامد رضا خان ﷫ کے مرید وخلیفہ اور پروردہ آغوش اعلی حضرت تھے آپ کے دادا سلطان الواعظین شیر بیشہ اہلسنت علامہ سید ھدایت رسول قادری رضوی صاحب اعلی حضرت کے شاگرد وخلیفہ تھے۔

حضرت وجاہت نے گزشتہ 40 برس میں سینکڑوں اسکالرز کی تحقیق اور علمی خدمات کا رخ اعلی حضرت کی طرف موڑا علالت اور مکمل آرام کے ڈاکٹری عرضی کے باوجود رات گئے تک ان کی رہنمائی مواد کی فراہمی میں بھرپور کردار ادا کیا۔جس کے نتیجے میں 50 کے قریب پی ایچ ڈی اور کثیر تعداد میں ایم فل/ ایم اے کے مقالات لکھے گئے اور اس پر اعلی ڈگریاں ایوارڈ ہوچکی ہیں۔

آپ نے حمد باری تعالی نعت رسول مقبول ﷺ مناجات منقبت اور حوصلہ افزائی پر مشتمل اشعار بھی قلم بند فرمائے جس کا مجموعہ فروغ صبح تاباں کے نام سے چھپ ہے جبکہ اس کی دوسری جلد زیر طبع ہے۔

عالمی سطح پر رضویات کے فروغ اور رضویات کو بحیثیت فرع علم کو متعارف کروانے کے لیے ملک و بیرون ملک بالخصوص قاہرہ مصر کے مختلف شہر اور ہندوستان و پاکستان کے کئی علاقوں شہروں کے متعدد مسلسل دورے کئے وہاں کے اسکالرز، علماء، طلباء کو رضویات پر تحقیقی وعلمی کام کی طرف مائل کیا جس کے نتیجے میں کئی ادارے رضویات کے لیے اپنے تمام شعبے جات کو وقف کر چکے ہیں آپ ہی کوششوں سے وہاں ایک خوبصورت اعلی حضرت مسجد تعمیر ہوئی جس کے کتبے میں آپ کا اسم مبارک

بھی کنندہ ہے۔

آپ ہی کی کوششوں سے جامعہ ازھر قاہرہ کے کانفرنس ھال میں پہلی بار امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوئی۔

آپ نے شرف ملت کو ساتھ لے کر جامعہ ازھر شریف میں شیخ الجامعہ سے ملاقات کی جو آٹھ گھنٹے تک جاری رہی ان کو امام احمد رضا کی عربی میں موجود کتب پیش کی۔

رضویات پر عرب دنیا میں خدمات انجام دینے والے اسکالرز اور بالخصوص جامعہ الازہر شریف میں دراسات الرضویہ اور رضویات پر کام کرنے والے طلباء کی علمی معاونت کرنے والے تین اساتذہ کو گولڈ میڈل سے نوازا قاہرہ میں آپ کی کوششوں سے صفوء المدیح سلام رضا کی تعریب اور بساتین الغفر ان اعلی حضرت کے عربی کلام و قطعات کا مجموعہ شائع ہوئی جس کی روداد سفرنامہ قاہرہ اور سفرنامہ بنگلہ دیش میں چھپی ہوئی ہے۔

آپ عالمی ناشر رضویات ہیں اعلی حضرت کے ذات مبارک پر ہونے والے تحقیقی کام کو فرع علم کے حیثیت سے بنام رضویات علمی اداروں میں منظور کروانے والے ہیں حضور مفتی اعظم ھند سے دارالخیر اجمیر شریف میں بوقت تہجد بیعت فرمانے والے ہیں اپنی تحریری و تحقیقی قابلیت کو اپنے پیرومرشد حضور مفتیِ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے تبرک اور شیخ الحدیث علامہ نصر اللہ خان افغانی رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت علمی کی برکت بتاتے تھے۔

میرے شیخ اجازت عم طریقت حضرت علامہ و مولانا پیر سید شاہ وجاہت رسول تاباں قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ اعلی حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق صادق ہی نہیں بلکہ فنافی الرضا کے نہایت اعلی مقام پر فائز تھے اسلام وسنیت اور رضویت کو الگ چیز نہیں جانتے تھے وہ مسلک اعلی حضرت پر سختی سے کاربند تھے آپ نے اعلی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کے متعدد بلند ہمت عالی مرتبت خلفائے کرام سے براہ راست فیض حاصل کیا جن میں شہزادہ و جانشین اعلی حضرت حضور حجۃ الاسلام اجمل

الانام رئیس العلام سیدنا محمد حامد رضا خان قادری رضوی۔

حضور مفتی اعظم عالم اسلام مرشد وجاہت شہزادہ اعلی حضرت سیدنا ومولانا مصطفی رضا خان نوری قادری رضوی۔

نبیرہ اعلی حضرت مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراھیم رضا خان جیلانی میاں قادری رضوی، حضور قطب مدینہ سفیر رضا فی البلاد النبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرشد عطار سیدنا ومولانا الشاہ ضیا الدین مدنی الرضوی۔

نواسۂ وخلیفۂ وشاگرد اعلی حضرت پیرطریقت حضرت سیدنا مفتی تقدس علی خان قادری رضوی۔

خلیفہ ونواسہ اعلی حضرت علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب:

اور حضور تاج الشریعہ مرشدِ اعظم مفتی محمد اختر رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے خاص الخاص خلیفہ اور بزبان عربی درس بخاری سے استفادہ کرنے والے ہیں حضور تاج الشریعہ مجلس میں اپنے قریب جگہ دیتے اور اپنے لیٹر ہیڈ پر اپنے دست مبارک سے خلافت نامہ لکھ کر عطا فرمایا آپ نے کئی مما لک کے اسفار کئے درجنوں علمائے کرام کوسلسلہ رضویہ میں داخل کر کے اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی حضرت کے خلفاء پورے ملک میں مدارس مساجد رفاہی وتحقیقی کام میں مشغول ہیں۔

آپ کی چار پشتیں مشن ومسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت میں سرگرم ہیں۔

رد بدمذہب حمایت اہل سنت حفاظت سنیت و اہل سنت مکایت بدعت و اہل بدعت کے باب میں آپ کے گراں قدر مضامین پوری دنیا میں پڑھے جاتے ہیں آپ کے اداریے رضویات پر مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے جن کا مجموعہ دوجلدوں میں لاہور سے چھپ چکی ہے آپ درود وسلام کے بافیض عاشق اور درود رضویہ کے زبردست عامل تھے غیرت ایمانی اور تصلب اسلامی آپ کو اپنے دیگر معاصرین سے ممتاز کرتا ہے۔

یہ مختصر تعارف پیش ہے تا کہ مضمون نگار کو رہنمائی ملے:

اے شعراء ۔۔۔۔۔!!!!! اے ادباء۔۔۔۔۔۔۔۔!!!!! اے عشاقانان رضا۔۔۔۔۔!!!

آؤ ہم اپنے اپنے انداز میں عالمی ناشر رضویات علامہ وجاہت رسول قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و خدمات رضویات کے حوالے سے اپنی عقیدت کا اظہار کر کے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عامل بنیں اذا احب الرجل اخاہ فلیخبرہ ان یحبہ۔

آہ علم و عمل کا یہ نیر تاباں ۳۰ جمادی الاولی ۱٤٤۱ ماہ حامد رضا میں اپنے آقاؤں سے مل گئے۔

عالی جاہ!!!!

اگر آپ کے پاس حضرت کی کوئی تحریر منظوم و منثور کلام یا کوئی اور یادگار ہو تو تفصیل کے ساتھ ایک کاپی ارسال فرما دیجیے۔ جزا اللہ جل جلالہ

الفقیر محمد صادق اشرف قادری رضوی یکے از خدام حضرت وجاہت

❁❁❁

آہ! رضویات کا ایک اور عظیم ناشر دنیا سے رخصت ہوا

مفتی محمد سلیم رضوی بریلی شریف (انڈیا)

حامدا و مصلیا وسلما

آج مورخہ 30 / جمادی الاولی 1441ھ/ 26 / جنوری بعد نماز ظہر متعدد حضرات کے وٹس ایپ پر آنے والے دلخراش میسجز (پیغامات) سے یہ غمناک خبر موصول ہوئی کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت شیر بیشہ اہلسنت حضرت ہدایت رسول لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے۔ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کے روح رواں معروف ادیب وقلم کار میدان فروغ رضویات کے عظیم شہسوار مسلک اعلی حضرت کے متحرک و فعال علم بردار ناشر رضویات حضرت علامہ سید وجاہت رسول قادری کا طویل علالت کے بعد وصال ہوگیا ہے۔۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔

ان کی زندگی کا سب سے اہم مقصد ان کے نزدیک صرف اورصرف رضویات کی ترویج و اشاعت تھی۔ ادبا کی محفلوں۔دانشوروں کی مجلسوں اورسمپوزیم وسیمینار وغیرہ میں رضویات کے فروغ ،اس کے عروج و ارتقاء اس کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے جب بھی گفتگو ہوتی، جب بھی تبادلہ خیال ہوتا، جب بھی مباحثے ہوتے، جب بھی مذاکرے کی محفلیں سجتیں، جب بھی فروغ رضویات کے میدان کے شہسواروں اور سر برآوردہ حضرات کا ذکر آتا تو ان میں اختصاص کے طور اس بزرگ ہستی کا نام ضرور آتا کہ جس کی رگوں میں ہاشمی خون گردش کررہا ہے، جو چمن فاطمی کا شگفتہ پھول ہے، جو آل رسول ہے، اہل سنت کے شیر اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا کے خلیفہ شیر بیشہ اہل سنت علامہ ہدایت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ جس کے جد امجد ہیں۔خانوادہ رضویہ اور مرکز اہل سنت بریلی شریف سے جس کا جدی و پدری ایک تسلسل آمیز مضبوط و مستحکم رشتہ ہے۔جس کے لہجہ میں بلا کی حلاوت، مٹھاس، شفقت، کرم فرمائی اور اپنائیت کی جلوہ گری

ہے۔جس کی گفتگو کے ہر ہر لفظ میں نوخیزوں اور نو آموزوں کے لیے تحریک و برانگیختگی اور ہمت وحوصلہ کا جہان آباد رہتا ہے۔ یہ گونا گوں اور ہفت جہات صفات و اوصاف سے مزین ذات وہی ہے جسے دنیائے سنیت، ناشر رضویات حضرت سید وجاہت رسول قادری مدظلہ کے نام سے جانتی ہے۔

ہاں یہ وہی تو ہیں جوفروغ رضویات میں عالمی پیمانہ پرنمایاں کارکردگی اورکلیدی کردار ادا کرنے والے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے روح رواں ہیں۔ ہاں یہی وہ ہیں کہ جنہوں نے سالنامہ معارف رضا کے اداریوں،مضامین اورمتعدد ضخیم خصوصی شماروں کے ذریعہ عالمی سطح پر اعلیٰ حضرت اور اعلی حضرت سے وابستہ یادگاروں کی ترسیل کی۔یہی ہیں جن کی وجہ سے پہلی مرتبہ مفصل انداز میں اہل علم خلفائے اعلیٰ حضرت کی شخصیات و خدمات سے متعارف ہوئے۔یہی ہیں جن کی کوششوں سے جہان رضویات کی سیر کرنے والوں نے امام اہل سنت کے نہ جانے کتنے مخطوطہ رسائل و کتب کی بے مثال علمی وفنی خوشبو سے اپنے مشام علم وفن کو معطر کیا۔یہی تو وہ ہیں جنہوں نے اپنی افرادساز خصوصیت سے رضویات پر کام کرنے والے بے شمار جیالے تیار کرکے قوم ومسلک کے حوالے کیئے۔یہی تو وہ ہیں کہ جنہوں نے دنیا کی متعدد و بے شمار یونیورسٹیوں تک امام اہل سنت کے وہبی وکسبی علوم و فنون کی خوشبو کو پہنچانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔انہیں کے دم قدم سے دنیا کے بے شمار خطوں میں رہنے و بسنے والے اہل علم و دانش نے مجدد دین وملت کے مثالی علمی ورثہ سے اپنی آنکھوں کو خیرہ وٹھنڈا کیا۔کبھی مضمون لکھ کر دنیا کے سامنے اعلیٰ حضرت و خانواہ ااعلیٰ حضرت اور خلفاء وتلامذہ اعلیٰ حضرت کی خدمات کو اجاگر کرتے ہیں تو کبھی مخطوطوں کو کتابی شکل دے کر اہل علم تک پہنچاتے ہیں۔کبھی خود لکھتے ہیں تو کبھی دوسروں میں ہمت وحوصلہ کی اسپرٹ پیدا کرکے ان سے لکھواتے ہیں۔نوجوان اسکالرس کی ہمت بندھا کر کبھی ان کو اعلیٰ حضرت اور متعلقین اعلیٰ حضرت پر پی ایچ ڈی کرنے کو تیار کرتے ہیں تو کبھی ان محققین کومواد کی نشاندہی کے ساتھ وافر طور پر مواد مہیا کراتے ہیں۔کبھی خانواہ اعلیٰ حضرت سے

عوام وخواص کو وابستہ کرتے ہیں تو کبھی محقق اہل علم وقلم کا رشتہ مرکز اہل سنت سے مضبوط و مستحکم کرتے ہیں۔

یہ ہے ان کی زندگی کا ایک اجمالی نقشہ جو فروغ رضویات کے بے شمار رنگوں سے مزین و آراستہ ہے۔ان کی زندگی کے کسی بھی لمحہ میں فروغ رضویات کے علاوہ کسی دوسرے جذبہ کی کوئی گنجائش دکھائی نہیں دیتی۔ان کے شب و روز صرف اسی میں گذرے آخری وقت تک وہ دینی ومسلکی خدمات کے لئے کمر بستہ رہے، علالت،عمر رسیدگی،نقاہت و کمزوری کے باوجود دم واپسی تک وہ فروغ رضویات کے لئے پارے کی طرح مضطرب و بے چین رہے۔اس بزرگی کے عالم میں بھی وہ درجنوں نوخیزوں سے زیادہ کام اکیلے وتنہا کرتے رہے۔

وہ ویسے بھی صاحب نسبت ہیں۔ان کے پاس ان کے آباو اجداد کی بہت سی علمی،مذہبی،مسلکی اور روحانی نسبتیں اور امانتیں ہیں اس کے باوجود ان کے ان کارناموں کو دیکھ کر ہماری جماعت کے بہت سے اصحاب طریقت ومعرفت نے انہیں اپنی بھاری بھرکم اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ابھی سال گزشتہ ہی کی بات ہے کہ انہوں نے راقم سے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ میں خانوادہ رضویہ سے اپنے جدی و پدری روحانی رشتوں کے استحکام اور قربت کے لئے صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب قبلہ سے اجازت و خلافت چاہتا ہوں۔میں نے حضرت صاحب سجادہ مدظلہ سے تذکرہ کیا۔انہوں نے فرمایا بات کرائیں،میں نے فون لگا کر دے دیا تو آستانہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین اور اعلیٰ حضرت کے شہزادے نے فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہیں،آپ کے پاس تو بزرگوں کی بہت سی امانتیں ہیں پہلے آپ مجھے وہ عنایت فرمائیں پھر میں بھی آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔تب پہلے حضرت سید صاحب قبلہ نے صاحب سجادہ کو اپنی اجازت وخلافت دی پھر حضرت صاحب سجادہ نے انہیں اپنی اجازت وخلافت تفویض فرمائی۔اسی موقع پر مجھ فقیر راقم پر بھی حضرت سید صاحب قبلہ کے جود وعطا کی موسلا دھار بارش ہوئی۔حضرت سید

صاحب قبلہ نے فقیر راقم کو بھی اپنی زبانی اجازت وخلافت سے سرفرازی بخشتے ھوئے فرمایا کہ تحریر وسند کسی کے ھاتھ ارسال کردونگ مگر اس کا موقع نہ آپایا کہ قدرت کی جانب سے آج آپ کا بلاوا آگیا۔آپ بلاشبہ فروغ رضویات کا حسین استعارہ اور جماعت اہل سنت کے لئے ان کا وجود ایک نعمت تھا۔ صاحب سجادہ آستانہ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ النورانی نے اس دلخراش خبر پر اپنے گہرے رنج و الم کا اظہار کرتے ھوئے دعائے مغفرت کی اور خانقاہ رضویہ مرکز اہلسنت درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف میں منظر اسلام کے اساتذہ وطلبہ کو حکم دیا کہ بعد نماز عشا حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قرآنی خوانی کرکے ایصال ثواب کی محفل کا انعقاد کیجئے اور فرمایا کہ اس غم کی گھڑی میں یہ فقیر قادری خادم خانقاہ رضویہ حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جملہ اہل خانہ۔جملہ پسماندگان اور جملہ اہلسنت عقیدت کے ساتھ ہے۔اللہ رب العزت آپ کے صغائر وکبائر کو معاف فرمائے۔کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔اہلسنت خاص کر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کو ان کا بدل عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوہ و التسلیم۔

محمد سلیم بریلوی

خادم جامعہ رضویہ منظر اسلام

مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت

درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

26۔جنوری 2020 بروز اتوار

رُخصت ہوئے جہاں سے وجاہت رسول آہ!

(پروفیسر حافظ محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی کے سوگوار قلم سے)

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے سرپرستِ اعلیٰ، ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کے مدیرِ اعلیٰ، مفتیٔ اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں کے مُریدِ خاص اور حضرت تاج الشریعہ وحضرت نباضِ قوم کے خلیفۂ مجاز پیر سید وجاہت رسول قادری رضوی ۳۰/ جمادی الاولیٰ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۲۶/جنوری ۲۰۲۰ء بروز اتوار عین بارہ بجے دوپہر دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

☆ اتنے مخلص و مشفق اور مہربان کی جدائی سے دل مغموم ہے۔ خاندان کے افراد تو دکھی ہیں ہی لیکن سبھی اہلسنّت اور محبانِ رضا انکی رحلت پر افسردہ ہیں، وجہ یہ ہے کہ ہر عاشقِ رسول سے وہ دل کی گہرائیوں سے پیار کرتے اور اس کیلئے دعا گو رہتے تھے۔ اب انکی یادیں ہی سرمایہ ہیں۔ انکے نورانی حالات اور مثالی خدمات کا بیان باعثِ آرامِ جان اور دل کے سکون کا سامان ہیں، اسی نیت سے زیرِ نظر چند سطور سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

ولادت باسعادت:

آلِ نبی، اولادِ علی، گلِ گلشنِ جیلانی حضرت سید وجاہت رسول قادری رضوی ۲۷/جمادی الاولیٰ ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۶/جولائی ۱۹۳۹ء کو بنارس میں پیدا ہوئے۔

خاندانی حالات:

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید ہدایت رسول قادری جو کہ بے مثال مناظر، محقق، مصنف، واعظ اور شاعر تھے، آپکے جدِّ امجد ہیں۔ جبکہ آپکے والدِ ماجد مولانا سید وزارت رسول حامدی، جانشینِ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں بریلوی کے مرید، شاگرد اور خلیفہ ہونے کا شرف رکھتے تھے۔ (رحمۃ اللہ علیہم)

تعلیم وتربیت:

قرآن مجید ناظرہ اور اردو کی ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے گھر میں ہی حاصل کی ۔والدہ ماجدہ بھی شعری ذوق کی حامل اور حضور حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت رکھتی تھیں۔ کچھ عرصہ دارالعلوم حمیدیہ رضویہ میں زیرِ تعلیم رہے۔ پھر والدِ ماجد جب بسلسلہ ملازمت راج شاہی، مشرقی پاکستان چلے گئے تو آپ بھی انکے ساتھ تھے، میٹرک وہیں پر کیا۔ بی، اے آنرز اکنامکس گورنمنٹ کالج ڈھاکہ سے کیا۔ ۱۹۶۳ء میں راج شاہی یونیورسٹی سے ایم، اے معاشیات کیا۔ ۱۹۶۴ء میں کراچی تشریف لے آئے۔ علمِ دین سے محبت کی یہ لائقِ تقلید مثال دیکھیئے کہ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد فیض یافتۂ محدثِ اعظم پاکستان مولانا محمد نصر اللہ خاں افغانی رحمۃ اللہ علیہ سے عربی، صرف ونحو، قدوری اور بخاری شریف کا درس لیا۔ ؎

علم و عمل میں جس کی وجاہت عظیم تر
غم دے گئی ہے رحلتِ تاجِ فحول آہ

ازدواجی زندگی:

۷؍اگست ۱۹۷۰ء کو آپ کا نکاح ہوا، جبکہ نکاح خواں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ آپکے دو بیٹے سید محمد سطوت رسول قادری اور سید محمد صولت رسول قادری ہیں۔

تصنیف وتالیف:

آپ کی تصنیفات دو درجن کے لگ بھگ ہیں، جن میں سے چند نمایاں تصانیف کے نام یہ ہیں:

☆ اصلاحِ معاشرہ سیرتِ رسول کی روشنی میں
☆ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امن واخوت کے عظیم داعی

☆ امام احمد رضا علیہ رحمۃ اللہ اور تحفظِ ختمِ نبوت

☆ کنز الایمان کی عرب دنیا میں پذیرائی

☆ اسوۂ حسنہ کے چراغ

☆ اہلِ تصوف کا تصورِ جہاد

☆ سفرنامہ قاہرہ

☆ سفرنامہ بنگلہ دیش

☆ فروغِ صبحِ تاباں

☆ ماہنامہ ''معارفِ رضا'' کے اداریئے (دو جلد)۔

شعری ذوق:

دورِ طالب علمی سے ہی آپ شعر کہتے رہے۔ اس ذوق کو آپ کے دو اساتذہ پروفیسر شیدائی اور پروفیسر کلیم سہسرامی نے مزید جلا بخشی، مؤخرالذکر نے آپکا تخلص ''تاباں'' تجویز کیا۔ مشہور فارسی شاعر حافظ شیرازی کا کلام آپکو تقریباً ازبر تھا۔ انکا رنگ آپکے اردو کلام میں جھلکتا ہے۔ تین سو سے زائد صفحات پر مشتمل مجموعۂ کلام ''فروغِ صبحِ تاباں'' ۲۰۱۶ء/ ۱۴۳۷ھ میں شائع ہو کر اہلِ علم و ادب سے داد وصول کر چکا ہے۔ ایک جگہ تحدیثِ نعمت کے طور پر خود ہی فرماتے ہیں: ؎

آج بزمِ شعر میں تاباںؔ ہیں آپ
اللہ اللہ کیسی شہرت ہو گئی

☆ آپ کے کلام پر راقم الحروف کا تفصیلی مضمون ماہنامہ معارفِ رضا کراچی میں شائع ہو چکا ہے، یہاں پر اتنا ہی عرض کرنا کافی ہے کہ اہلِ علم نے آپکے کلام کے فنی محاسن کو دیکھ کر برجستہ کہا: ''کلام الوجاھت، وجاھۃ الکلام''

اجازت وخلافت:

آپ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم عالمِ اسلام مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کے دستِ اقدس پر بیعت تھے، جبکہ حضرت مفتی تقدس علی خاں بریلوی، علامہ مفتی ظفر علی نعمانی، تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خاں بریلوی، نباضِ قوم مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی اور الشیخ محمد یوسف ہاشم الرفاعی (رحمۃ اللہ علیہم) سے اجازت وخلافت کا شرف ملا۔

زیارت حرمین شریفین:

حرمین طیبین کی حاضری ہر عاشق رسول کی قلبی تمنا ہے۔حضرت سید وجاہت رسول قادری کو بھی حرمین شریفین حاضری کی بڑی تڑپ تھی۔پہلی مرتبہ ۱۹۸۱ء میں حجِ بیت اللہ شریف اور حاضریٔ مدینہ شریف کا شرف والدہ صاحبہ کے ھمراہ ملا، اس موقع پر حضرت قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت بھی ہوئی۔آپ نے چار مرتبہ حجِ بیت اللہ شریف اور چھ مرتبہ عمرہ شریف کی سعادت پائی۔ان حاضریوں سے کیا انعام ملا؟ خود ہی فرماتے ہیں:

چشم گریاں، قلب شاداں، روح تاباں ہوگئی
ہوگیا روشن مقدر، سبز گنبد دیکھ کر

اخلاق وعادات:

حضرت وجاہتِ ملت با اخلاق، با کردار، مشفق مخلص، مہمان نواز اور ملنسار تھے، غرور وتکبر نام کو بھی نہیں تھا، عاجزی وانکساری کے پیکر تھے۔تین مرتبہ انکی دعوت پر راقم الحروف ''امام احمد رضا کانفرنس'' میں کراچی حاضر ہوا تو انکی مہمان نوازی کا خود مشاہدہ کیا۔آخری ملاقات ۲۰۱۸ء میں ہوئی تو برادرِ اصغر ڈاکٹر محمد مطیع الرحمن کا ڈرائیور بھی ہمراہ تھا اور باہر گاڑی میں تھا، آپ نے اس کیلئے بھی چائے ودیگر لوازمات بھجوائے۔

اصاغرنوازی:

حضرت اس پیڑ کی طرح نہیں تھے جو اپنے سائے میں کوئی اور پودا اُگنے نہیں دیتا بلکہ آپ اُس دریائے فیض کی مانند تھے جو کھیتوں، کھلیانوں اور پودوں کی یکساں آب یاری کرتا ہے۔

راقم الحروف نے ۲۰۰۱ء میں جب پنجاب یونیورسٹی میں صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی خدمات کے موضوع پر مقالہ لکھتے ہوئے آپ سے تعاون کیلئے عرض کیا تو آپ نے علمی مواد پر مشتمل ایک بھاری پارسل بھیجا اور کسی قسم کے ڈاک خرچ وغیرہ کا مطالبہ بھی نہ کیا۔ پھر یہ مقالہ چند اضافوں کے ساتھ "سیرتِ صدر الشریعہ" کے نام سے شائع ہوا تو آپ نے ایک جامع دیباچہ اس کیلئے تحریر کیا۔ راقم الحروف پر آپکی عنایتوں کی بارش اس قدر کثیر تھی کہ اس مختصر مضمون میں اس کا احاطہ بہت دشوار ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت سے جب راقم الحروف کو نوازا تو شجرہ شریف کا شعر بھی موزوں کر دیا...... غرضیکہ وہ دنیا بھر کے محققین و مصنفین کی سرپرستی کرتے تھے اور بہت حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ آپ کا اپنا شعر ہے: ؎

مقصد زندگی وہ پاتے ہیں
دوسروں کے جو کام آتے ہیں

اتباعِ سنّت:

حضرت وجاہتِ ملت سنتِ رسول کے پابند تھے۔ اکثر سفید لباس میں ملبوس ہوتے تھے۔ چہرے پر سفید گھنی داڑھی کی بہار دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ اکثر دو پلی ٹوپی سر پر رکھتے تھے جبکہ نمازوں اور محافل میں عمامہ شریف سجائے رکھتے تھے۔ معروف شاعر اور عالم دین مولانا سلمان رضا فریدی مصباحی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

راہِ عمل میں پیشِ نظر اُسوۂ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
اک مردِ بااصول وجاہت رسول ہیں

داعئ درودِ پاک:

حضرت وجاہت قادری سچے عاشق رسول تھے۔عشقِ رسالت کا ایک لازمی تقاضہ ذِکرِ رسالت سے لگاؤ اور مشغولیت ہے،جبکہ ذِکرِ رسالت کا احسن طریقہ درودِ پاک ہے۔ حضرت وجاہتِ ملت درودِ پاک کی شہرۂ آفاق کتاب ''دلائل الخیرات'' کے باقاعدگی کے ساتھ ورد کے ساتھ ساتھ روز وشب درودِ پاک میں مصروف رہتے تھے۔اس ذِکرِ پاک میں خود بھی مشغول رہتے اور احباب کو بھی اس مبارک ذِکر میں شمولیت کی دعوت دیتے رہتے تھے۔فیض یافتۂ نباضِ قوم مفتی محمد عباس رضوی حفظہ اللہ واٹس ایپ پر جو درودِ پاک روزانہ بھیجتے ہیں،حضرت وجاہت صاحب وہ اپنے احباب کو روزانہ واٹس ایپ پر شیئر کرتے تھے۔درودِ پاک کے متعلق اپنے کلام میں فرمایا: ؎

جب بھی رہِ حیات میں بھٹکا ہے اُمتی
رَستہ درودِ پاک سے مِلتا چلا گیا

تاجدارِ بریلی سے عقیدت:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کی عقیدت کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔آپ نے اعلیٰ حضرت کی حیات وخدمات کے موضوع پر تقریباً پانچ کتب تحریر فرمائیں،جبکہ آپکی ہر تصنیف وتحریر ذِکرِ رضا سے معطر ومعنبر ہے۔رضویات پر آپکی ذات سند کا درجہ رکھتی تھی۔حضرت اپنی تمام کامیابیوں اور روحانی ترقیوں کو رضویات پر کام کی برکت قرار دیتے تھے۔اپنے مجموعۂ کلام میں فرمایا: ؎

آج تاباں ہیں منور جن کے عکسِ نور سے
عین ذاتِ حق وہ آئینہ خانہ آپ ہیں
کون ہیں علمِ لدنی کی مثال اس دور میں
اعلیٰ حضرت جن کو کہتا ہے زمانہ آپ ہیں

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا:

ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے آپ بانی اراکین میں سے تھے اور بانیٔ ادارہ حضرت سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۹۲ء میں رحلت کے بعد آپ ادارہ کے صدر منتخب ہوئے۔آپ کے دورِ صدارت میں ادارے نے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی۔ آپ نے پوری دنیا کے محققین کو اعلیٰ حضرت پر تحقیق میں تعاون فرمایا اور بیرونِ ملک سفر کیا۔جامعہ الازھر میں بھی یومِ رضا منانے کا اہتمام کیا،حضرت شرفِ ملّت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور شیخ الازہر سید محمد طنطاوی سے ملاقات کی۔اس سفر کی روداد ''سفرنامہ قاھرہ'' کے عنوان سے تحریر فرمائی۔بنگلہ دیش بھی تشریف لے گئے اور متعدد اجتماعات میں خطاب فرمایا۔اس سفر کی روداد ''سفرنامہ بنگلہ دیش'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔صد سالہ جشنِ منظر اسلام کے موقع پر جب آپ بریلی شریف حاضر ہوئے تو اعلیٰ حضرت کے اس عاشق کی وہ پذیرائی ہوئی کہ کم ہی کسی کو ایسی مقبولیت نصیب ہوئی۔

صد سالہ جشنِ کنز الایمان:

تاجدارِ بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے شہرۂ آفاق ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' کے سو سال مکمل ہونے پر آپ نے ''صد سالہ جشن کنز الایمان'' منانے کی تحریک چلائی،جس کے نتیجے میں پوری دنیا میں تقاریب کا اہتمام کیا گیا......اس موقع پر آپ نے ایک طویل نظم بھی تحریر فرمائی،جس کا ایک شعر نذرِ قارئین ہے:؎

خاک ہو جائیں عدو جَل کر مگر ہم اہلِ عشق
رات دن پڑھتے رہیں گے کنزِ ایمانِ رضآ

☆ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کے زیرِ اہتمام ہر سال ایک عظیم الشان امام احمد رضا کانفرنس منعقد ہوتی،جس میں ملک و بیرون ملک سے سکالر تشریف لا کر مقالہ پڑھتے۔

☆ آپ چونکہ کئی زبانوں پر عبور رکھتے تھے،اس لئے راقم الحروف نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ غیر ملکی مندوبین سے عربی اور انگلش میں آپ بے تکلف گفتگو فرماتے تھے۔ ؎

شانِ قلم، وقارِ سخن، پیکرِ علوم
تاجِ سرِ فحول، وجاہت رسول ہیں

شعلہ بیانی وشیریں سخنی:

حضرت وجاہتِ ملت کے جدِّ امجد حضرت سید ہدایت رسول قادری خطیب الہند تھے،لہٰذا گھن گرج کے ساتھ خطابت اور شعلہ بیانی آپکا موروثی فن ہے۔ جب کبھی خطاب فرماتے تو معلوم ہوتا رضا کا شیر للکار رہا ہے۔آواز بھاری ہونے کے ساتھ ساتھ شیریں اس قدر تھی کہ کانوں میں رس گھولتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔آپکا خطاب مدلل اور باحوالہ ہوتا تھا۔انجمن اساتذۂ پاکستان کے زیرِ اہتمام ''امام احمد رضا کانفرنس'' لاہور میں آپ نے حضور اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی سائنسی مہارت پر گفتگو فرمائی تو سائنس کے اساتذہ بھی انگشت بدنداں تھے۔ ؎

علم و عمل میں جس کی وجاہت عظیم تر
غم دے گئی ہے رحلتِ تاجِ فحول آہ

وقت کی قدر:

فارغ وقت گزارنا تو گویا آپ جانتے ہی نہ تھے۔کام میں آپ کی مشغولیت کا انداز لاہور میں آپکے گزرے ہوئے ایک دن سے ملاحظہ فرمائیں:جمعہ آپ نے جامع مسجد گلزارِ حبیب سبزہ زار میں ادا فرمایا۔بعدازاں جس گاڑی کا اہتمام تھا،وہ قدرے لیٹ تھی تو فرمایا ''رکشہ منگوالیں''۔ڈاکٹر مجیب احمد ان دنوں ٹاؤن شپ رہائش پذیر تھے،انکے ہاں رکشے پر ہی تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو معلوم ہوا کہ قبلہ شاہ صاحب روزے سے ہیں تو اصرار کیا کہ ''افطار یہیں فرمائیں''،لیکن آپ نے حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ

میں حاضری کا عزم فرمایا، روزہ رکشے میں ہی افطار ہوا۔ موسمِ گرما کے اس طویل اور گرم دن روزہ سے گذارنے کے بعد نمازِ مغرب جو مسجد داتا گنج بخش میں ادا فرمائی، میں محویت کا یہ عالم تھا کہ اوابین کے نوافل بھی ادا فرمائے۔ یہ ذوقِ عبادت کیوں نہ ہوتا کہ آلِ رسول واولادِ بتول تھے۔ ؎

جسکی حیات عظمتِ سادات کی نقیب
ہم سے بچھڑ گیا وہ ابنِ بتول آہ

حضرت نباضِ قوم سے عقیدت:

نباضِ قوم، ولیٔ کامل، علامہ، الحاج، مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت، تقویٰ وطہارت اور علمی عظمت کے دل سے معترف تھے۔ مجموعۂ کلام میں دو مناقب حضرت نباضِ قوم کی شان میں ہیں۔ فرماتے ہیں: ؎

جبیں اسکی اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روشن
دو شالے سے چمکے ہے ایمانِ صادق
صلابت ، صداقت ، بحق استقامت
یہ ہے امتیازِ ایقانِ صادق

☆ آقائے نعمت حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ سے انکی جو عقیدت تھی وہ تھی، محبانِ صادق سے انکی کتنی محبت تھی؟ اسکا اندازہ ذیل کے شعر سے لگائیں: ؎

نذر کر دوں تاباں دِل و جان اپنی
جو دیکھوں مَیں رُوئے مُحبانِ صادق

☆ حضرت نباضِ قوم نے حضرت وجاہتِ ملّت کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی خلافت عنایت فرمائی تو شکریہ میں آپ نے ایک مکتوب تحریر کیا، جسکے لفظ لفظ سے عقیدت ومحبت کا نور ٹپک رہا ہے:

استاذ العلماء، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، فیض یافتۂ حضرت امیرِ ملّت، خلیفۂ حضرت

مفتیٔ اعظم، نائبِ حضرت محدثِ اعظم، حضرۃ العلام، مولانا، مفتی ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی نوری مدظلۂ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اُمید ہے بفضلہٖ تعالیٰ مزاجِ اقدس بخیر ہونگے۔آپ کا فرستادہ اجازات وخلافت نامہ مع چند کتب اور شجرہ شریف کے، باصرہ نواز ہوا۔آنکھوں سے لگایا، سر پہ رکھا۔دلِ ما روشن، چشمِ ماشاد!

ایک سیہ کار وگنہگار سے حسنِ ظن رکھتے ہوئے جو نوازش اور کرم آپ نے فرمایا ہے، زندگی بھر فقیر اس عطیۂ پاکیزہ وَ نفیسہ کیلئے آپ کا ممنون اور آپ کیلئے دعا گو رہے گا، بلکہ یہ اس حقیر پُر تقصیر کیلئے ایک ایسا توشۂ آخرت ہے جس سے بروزِ حشر فلاح ونجات کی امیدِ قوی ہے۔فقیر کو اس سے قبل سلسلۂ عالیہ حامدیہ رضویہ قادریہ میں حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ مولانا تقدس علی خاں حامدی رضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اور سلسلۂ جیلانیہ ونوریہ رضویہ قادریہ میں تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں رضوی نوری قادری مدظلۂ کی طرف سے اور سلسلۂ عالیہ امجدیہ رضویہ قادریہ میں حضرت مولانا مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔اب آپ کی اس کرم فرمائی نے محدثِ اعظم پاکستان سیدنا حضرت سردار احمد علیہ الرحمۃ والرضوان کے دریائے نورانیت و روحانیت سے سیراب فرما کر ایک مجمع البحرین کے آبِ صافی سے روحانی تشنگی کا وافر سامان فراہم کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ صحت وعافیت کے ساتھ آپ کی عمر شریف اور علم وفضل وروحانی کمالات میں برکت عطا فرمائے، اس گنہگار کو آپ کے اور فقیر کے دیگر شیوخانِ مجاز بالخصوص سیدی ومولائی ومرشدی نائبِ غوث ورضا حضرت مفتیٔ اعظم عالم اسلام محمد مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی قادری (قدست اسراہم) کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اسی پر موت عطا فرمائے۔

(آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ آپ کی اس عطائے کریمانہ پر اس گنہگار پرسُرور کی کچھ ایسی کیفیت طاری ہے جو الفاظ میں بیان نہیں کی جاسکتی،شاید حافظؔ علیہ الرحمۃ کا یہ شعر کچھ اظہارِ مدعا کرسکے:۔

حافظؔ شاید اگر در طلبِ گوہرِ وصل
دیدہ دریا کنم از اشک و درو غطوطہ خورم

والسلام مع الاکرام،بدنام کنندۂ اسلاف

خادمِ مسلکِ رضا ،احقر العباد:فقیر وجاہت رسول قادری

(۱۸رشعبان المعظم ۱۴۳۰ھ/ ۱۰راگست ۲۰۰۹ء)

☆ حضرت نباضِ قوم رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ ماہنامہ ''رضائے مصطفٰی'' کے پچاس سالہ جشن (منعقدہ بھٹی میرج ہال گوجرانوالہ) میں حضرت وجاہتِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور ولولہ انگیز خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

''حضرت مولانا ابوداوٗد محمد صادق قادری رضوی حفظہ اللہ کے تقویٰ وطہارت اور صوری ومعنوی حُسن کو دیکھ کر مجھے اپنے پیرومرشد حضور مفتیٔ اعظم مولانا مصطفٰی رضا خاں بریلوی اور دیگر رضوی بزرگانِ کرام یاد آگئے،جنکی فقیر نے زیارت کا شرف حاصل کیا ہے''۔

ماہنامہ ''رضائے مصطفٰی''،جسکے آپ دورِ طالب علمی سے ہی قاری تھے،کے بارے میں تحریر فرمایا:

''جس طرح اعلیٰ حضرت کا لفظ جب بھی بولا یا لکھا جاتا ہے تو اس سے اپنے اور غیر کا ذہن فوراً صرف اور صرف ایک ہی شخصیت امام احمد رضا خاں بریلوی کی طرف جاتا ہے اسی طرح جب مسلکِ اعلیٰ حضرت کے ترجمان ماہنامہ کی بات آتی ہے تو بلا تامل اپنے وغیر سب کی زبانوں پر ''رضائے مصطفٰی''،گوجرانوالہ کا نام آتا ہے اور اسکے سرپرستِ اعلیٰ مولانا ابوداوٗد محمد صادق صاحب مسلکِ اعلیٰ حضرت کے نقیب کی حیثیت سے پوری دنیائے اہلسنّت میں معروف ومسلّم

ہیں"۔ (تفصیل کیلئے پڑھیئے: ماہنامہ رضائے مصطفیٰ، اکتوبر ۲۰۰۵ء)

وصال باکمال:

حضرت وجاہتِ ملت عارضۂ قلب میں مبتلا تھے لیکن اسکے باوجود مصروف رہتے تھے۔آخری سفر انتقال سے کوئی دو ماہ قبل نومبر ۲۰۱۹ء میں گوجرہ کا فرمایا اور" امام احمد رضا کانفرنس" سے خطاب فرمایا۔ انتقال سے کوئی ڈیڑھ ہفتہ قبل سانس میں تکلیف کے سبب ہسپتال داخل ہوئے اور اپنے ماہِ ولادت (جمادی الاولیٰ) کی ۳۰ تاریخ بروز اتوار بارہ بجے (ہجری لحاظ سے ۸۳ برس کی عمر پا کر) دنیائے فانی سے انتقال فرمایا۔

☆ جنازہ بروز پیر شریف علامہ شاہ عبدالحق قادری کی امامت میں نمازِ ظہر کے بعد ادا کیا گیا،جس میں علامہ کوکب نورانی،حاجی محمد حنیف طیب، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، سید عظمت علی شاہ ہمدانی، صاحبزادہ سید ریاست رسول قادری،مفتی سید زاہد سراج القادری، علامہ محمد اسماعیل ضیائی،مولانا غلام غوث بغدادی، مولانا فضل رسول، ڈاکٹر مجیب احمد،حاجی محمد رفیق برکاتی ، پروفیسر دلاور خاں اور مولانا محمد صادق اشرف رضوی سمیت بڑی تعداد میں علماؤ مشائخ اور عاشقانِ رسول نے شرکت کی۔

☆ ملک و بیرونِ ملک تقاریبِ ایصالِ ثواب کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے، ان شاء اللہ عنقریب ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل ایک بڑی تقریبِ تحسین منعقد کرے گا،جس میں ملک اور بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے سکالرز آپکی دینی خدمات کوخراجِ عقیدت پیش کریں گے۔ ؎

ٹوٹا ہنر کے باغ کا اک اور پھول آہ
رُخصت ہوئے جہاں سے وجاہت رسول آہ
عشقِ رضا کا نیّرِ تاباں چلا گیا
اہلِ سنن ہیں جس سے بہت ہی ملول آہ

کمالِ ہنر کی نشانی وجاہت

خراج عقیدت بہ موقع چہلم
عالمی ناشر رضویات حضرت سید
وجاہت رسول تاباں قادری رضوی

ہیں بحرِ رضا کی روانی وجاہت
کما لِ ہنر کی نشانی وجاہت
مسلم ہے بے شک جہانِ رضا میں
تری فکر کی ضَو فَشانی وجاہت
بر ستا ہے اہل رَضا پر تمہارے
سحاب سخاوت کا پانی وجاہت
بقا تجھ کو احمد رضا سے ملی ہے
کرے کیا فنا! ، دار فانی وجاہت
اور فکر رَضا میں
عمر بھر جاں فشانی وجاہت
بھی وہ گلہاے باغ رضا کی
گے سدا پاسبا نی وجاہت
بھی جدھر ہو فکرِ رضا کی
کیے ترجمانی وجاہت
محوِ حیرت ہے سب کو
تری نکتہ دانی وجاہت
صدشوق کہتی ہے دنیا، کریں گے
دلوں پر سدا حکم رانی وجاہت
ہے، رہے، گی، ہم اہل سنن پر

خادم: جامعہ اہل سنت امداد العلوم مٹہنا

زندگی کی مقصدیت سے آشنا ایک غیر معمولی شخصیت

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری

زندگی ایسی بے مایہ چیز نہیں ہے جسے اللہ تعالی کی بندگی، نبی کریم ﷺ کی غلامی اور مقصدیت کے بغیر گذار دیا جائے، جو لوگ اعلی مقاصد کے لئے جد وجہد کرتے ہوئے زندگیاں گزارتے ہیں وہ دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی دلوں میں زندہ رہتے ہیں، اُن کا ذکرِ خیر باقی رہتا ہے۔ اُن کے بارے میں لوگوں کے اچھے جذبات اور کلمات اللہ تعالی کی بارگاہ میں گواہی بنتے ہیں۔ اور ان کے ہاتھوں دنیا میں پھیلنے والا علم و آگہی کا نور اُن کے لئے صدقہ جاریہ اور نیکیوں کا بڑھتے رہنے والا ایک عظیم سلسلہ بن جاتا ہے۔

حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ فانی دنیا سے ایک کامیاب زندگی گذارنے کے بعد دار البقاء کی طرف رخصت ہوئے مگر وہ ہزاروں لوگوں کو اس بات کا گواہ بنا کر گئے کہ انہوں نے زندگی جیسی نعمت کو بے مقصد امور میں ضائع نہیں کیا بلکہ زندگی کو اللہ تعالی اور اس کے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں مقبول ایک ایسی شخصیت کی فکر اور تعلیمات کو دنیا بھر میں عام کرتے ہوئے گذارا جس نے تمام عمر تقدیس الوہیت اور ناموس رسالت پر پہرہ دیتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی امت کو بدعتوں اور گمراہیوں سے بچاتے ہوئے گذاری ۔جس نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے شعر کا مصداق بن کر اپنی اور اپنے خانوادے کی عزت کو ناموس رسالت کے لئے ڈھال بنا لیا تھا۔

برصغیر میں جب امت مسلمہ اپنے ہزار سالہ اقتدار کے بعد زوال کا شکار ہوئی تو اسلام دشمن انگریز اور ہندو مل کر مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ زنی کی مسلسل کوشش کر تے ہوئے ہندوستان کی سرزمین کو اندلس بنانے کے لئے کوشاں تھے۔مگر وہ اپنے تمام منصوبوں، سازشوں اور عیاریوں کے باوجود برصغیر سے مسلمانوں کا نام ونشان مٹا نہ

سکے، کیونکہ یہاں چشتی ، قادری ،نقشبندی اور سہروردی صوفیاء نے اس خوبصورتی سے "تخم الا اللہ" بویا تھا کہ برطانوی مسیحیوں کو وہ کامیابی حاصل نہ ہوئی جو فرانس اور دیگر ملکوں کے مسیحیوں نے اپنی عیاری، مکاری اور دھوکہ دہی سے اندلس میں حاصل کی تھی۔ مختلف سلاسل سے وابستہ مشائخ نے برصغیر میں نہایت جانفشانی، حکمت اور لگن سے توحید و رسالت کا نور عام کیا تھا، برطانوی سامراج نے مسلمانوں کا نام ونشان مٹانے کے لیے ہلاکو اور چنگیز کے انسانیت سوز مظالم کو پیچھے چھوڑ دیا، ان ظالموں نے لاکھوں علماء مشائخ اور عام مسلمانوں سے زندگی جیسی نعمت تو چھین لی مگر وہ مسلمانوں سے ایمان جیسی دولت چھیننے میں ناکام رہے۔

آج بھی ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش کے کروڑوں مسلمانوں کے سر اللہ تعالی کی بارگاہ میں ہی جھکتے ہیں ۔اور اُن کے دلوں میں آج بھی اسلام دشمنوں کی ہزار سازشوں کے باوجود عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمعیں روشن ہیں۔ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان کی علمی، تحقیقی اور اصلاحی تصنیفات کی بدولت نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دلوں میں توحید کا نور جگمگا رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ بھی جگمگاتا رہے گا۔ اور عشق رسول کی شمعیں ایمان کی حرارت کو بڑھاتی رہیں گی۔

اصلاحِ امت، اسلام کی نشات ثانیہ اور سلف صالحین سے جوڑنے والی امام احمد رضا خان کی ہمہ جہت تعلیمات اور اُن کے نور نصیرت کو دنیا بھر میں عام کرنا حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کا اوڑھنا بچھونا ، جنون اور زندگی کا مقصد تھا، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے بانی اور پہلے صدر حضرت سید ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ اعلی حضرت فاضل بریلوی کی تعلیمات اور افکار کے فروغ کا سلسلہ ایک قابلِ قدر سطح پر پہنچا کر رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی ذمہ داریاں سنبھالتے ہی ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے علمی، تحقیقی اور اصلاحی مقاصد کو مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود

احمد رحمۃ اللہ علیہ کی سر پرستی اور اپنے سراپا اخلاص احباب کی رفاقت میں نکتہ عروج پر پہنچا دیا۔ اللہ کرے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ، کراچی آئندہ بھی اُن خطوط پر گامزن رہے جو ہمارے لیے بنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک کے ان دو پھولوں نے متعین کئے تھے۔ اللہ تعالی ، اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سلف صالحین کے ساتھ تعلق کو مضبوط تر کرنے کی وہ علمی تحریک جاری و ساری رہے جس کے لئے ان دونوں حضرات نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ، کراچی کی بنیادوں کو خون جگر سے سینچا تھا۔ اللہ تعالی کے حضرت سید صاحب کے دامن سے وابستہ اُن حضرات کی خدمات کو بھی شرف قبولیت عطا فرمائے جنہوں نے اپنے علم ، اپنی صلاحیتوں اور اپنے مال کو ان دونوں حضرات کے اشارۂ ابرو پر فکر رضا کے فروغ کے لئے وقف کیا۔

حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ نے قومی اور عالمی سطح پر رضویات کے فروغ کے لئے جو کردار ادا کیا اس کا احاطہ کرنا فردِ واحد کے بس میں نہیں ، ان شاء اللہ آنے والے وقت میں یہ سعادت وہ خوش نصیب محققین حاصل کریں گے جنہیں اللہ تعالی کی مشیت اس مقصد کے لئے منتخب فرمائے گی۔ میں اختصار کے ساتھ حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ کے دورۂ قاہرہ کے حوالے سے کچھ سطور تحریر کرنے کی کوشش کروں گا جس کے دوران مجھے بھی حضرت سید صاحب کے ہمراہ ایک خادم کی حیثیت سے وقت گذارنے کا موقع ملا۔ رضویات کے حوالے سے اس تاریخی سفر کی روئیداد پیشِ خدمت ہے۔

والد گرامی حضرت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خصوصی دعاء کی برکت اور اللہ تعالی کے خاص فضل وکرم سے مجھے ۱۹۹۰ء میں سکالرشپ پر الازہر یونیورسٹی قاہرہ میں تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا تو میں نے عربی زبان وادب میں ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں ''الشیخ احمد رضا خان البریلوی الہندی ، شاعراً عربیاً'' کے عنوان سے تحقیقی مقالہ لکھا۔ اور جب

مذکورہ مقالہ کے مناقشہ (viva) کی تاریخ مقرر ہوئی تو مجھے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ اگر تمہارے والد گرامی علامہ شرف قادری صاحب اور حضرت سید وجاہت رسول قادری صاحب اس موقعہ پر قاہرہ تشریف لائیں تو بہت اچھا ہوگا۔ اُن کے اس دورے کے بہت مثبت علمی اثرات ہوں گے، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃُ اللہ علیہ کے حوالے سے پھیلائے گئے شکوک وشبہات کا بھی ازالہ ہوگا۔ یہ دونوں حضرات الازہر یونیورسٹی کے علاوہ دیگر یونیورسٹیز کے اساتذہ سے بھی مل لیں، اعلی حضرت فاضل بریلوی کی عربی تصنیفات بھی یہاں تقسیم فرما دیں تو مصری اہل علم کے لئے ایک ہندوستانی عالم سے شناسائی بہت خوشگوار ہوگی۔ میں نے یہ ساری گذارشات حضرت والدِ گرامی اور حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے پیش کیں۔ حضرت سید صاحب نے عارضہء قلب اور ناسازی طبع کے باوجود اس دورے کے انتظامات مکمل فرمائے، پھر یہ دونوں حضرات مؤرخہ ۱۲ ربیع الثانی ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۵ جولائی ۱۹۹۹ء کو میرے مقالہ کے مناقشہ (وائیوا) پر تو بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر نہ پہنچ سکے مگر ۲۴ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ بمطابق ۶ ستمبر ۱۹۹۹ء کو قاہرہ پہنچے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت سید صاحب کی علمی اور روحانی مشن سے محبت کی انتہاء تھی کہ وہ ڈاکٹرز کے منع کرنے کے باوجود اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر عارضہء قلب جیسے حساس امر کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قاہرہ تشریف لائے، تب اللہ تعالی کی رحمت نے حضرت سید صاحب کو یوں اپنی آغوش میں لیا کہ دورۂ قاہرہ کے دوران حضرت سید صاحب کو کثیر مصروفیات کے باوجود کسی قسم کی کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی اور وہ انتہائی کامیابی سے اپنا دورہ مکمل کر کے واپس پاکستان تشریف لائے۔

حضرت سید صاحب نے قاہرہ پہنچتے ہی مسجد سیدنا الحسین رضی اللہ عنہ کے پہلو میں واقع فندق المالکی میں قیام فرمایا، اہل بیت کرام کے مزارات پر حاضری دی اور پھر اہلِ علم سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔

حضرت سید صاحب کی سب سے پہلی ملاقات بصارت سے محروم مگر بصیرت سے مالا مال میرے استادِ محترم ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی، میں ڈاکٹر صاحب کو لے کر ہوٹل پر حاضر ہوا ، ڈاکٹر صاحب دونوں مہمانوں کے ساتھ بہت پرتپاک طریقے سے ملے ، بعد میں ڈاکٹر صاحب نے دونوں صاحبان کی اپنے گھر میں ایک پر تکلف ضیافت بھی کی۔

اس کے بعد الازہر یونیورسٹی کے اساتذہ سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا ، یہ دونوں حضرات ''کلیۃ الدراسات الاسلامیہ والعربیۃ'' میں تشریف لائے جہاں ان کی (فیکلٹی ڈین) ڈاکٹر محمود شیخون، الازہر یونیورسٹی کے سابق پرو وائس چانسلر ڈاکٹر محمد السعدی فرھود اور ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس اور دیگر کئی اساتذہ سے بھی ملاقات ہوئی ۔ بعض اساتذہ کو کتب پیش کی گئیں، لائبریری میں بھی بعض عربی کتب رکھوائی گئیں۔

علاوہ ازیں مورخہ ۱۱ ستمبر کو الازہر یونیورسٹی کی فیکلٹی آف لینگویجز میں قائم شعبہ اُردو کے صدر نشین ڈاکٹر ایہاب حفظی عز العرب اور دیگر اساتذہ سے ملاقات ہوئی ، اعلی حضرت فاضل بریلوی کا عربی دیوان مرتب کرنے والے مصری استاد ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ بھی اسی شعبے کے ایک استاد ہیں، شعبہ ء اردو کے بعض مصری اساتذہ نے ہندوستان سے جبکہ بعض نے پاکستان سے اردو ادب میں پی ایچ ڈی کر رکھی تھی۔ اِس کے بعد الازہر یونیورسٹی کی ایک اور فیکلٹی: کلیۃ الدراسات الانسانیۃ (فیکلٹی آف ہیومینیٹیز سٹڈیز فار گرلز) کے تحت قائم شعبہ اردو میں صدر شعبہ ڈاکٹر ابراہیم محمد سے ملاقات ہوئی ،حضرت سید صاحب نے شعبہ اردو کے لئے کچھ کتب بھی پیش کیں ۔

علاوہ ازیں دونوں حضرات نے عین شمس کی کلیۃ الآداب (فیکلٹی آف لٹریچر) میں قائم شعبہ اردو اور فارسی کا بھی دورہ کیا جہاں مصری ڈاکٹر محمد السعید جمال الدین ، ڈاکٹر امین الخولی اور دیگر استاتذہ سے ملاقات ہوئی۔

مورخہ ۱۴ ستمبر کو دونوں حضرات ڈاکٹر حازم محمد احمد محمود المحفوظ کے ہمراہ قاہرہ قیام

کے دوران حضرت سید صاحب اور علامہ شرف قادری نے پورا دن رضویات کی طرف متوجہ ہونے والے سب سے پہلے مصری سکالر ڈاکٹر حازم محمد احمد المحمود کے گھر میں گذارا۔

الازہر یونیورسٹی کے مرکزی سیکرٹریٹ (مشیخۃ الازہر) میں شیخ الازہر ڈاکٹر محمد سید طنطاوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے ، ان کو عربی کتب پیش کیں ، ان کے سیکرٹری نے ملاقات کے لئے ۱۵ منٹ کا بہت کم وقت دیا تھا لیکن جب ادارہ تحقیقات کا وفد شیخ الازہر صاحب سے ملا تو انہوں نے اس وفد کو شیڈول سے ہٹ کر بہت زیادہ وقت عنایت فرمایا، اپنی تفسیر کے دو سیٹ اور دیگر ڈھیر ساری کتب بھی عنایت فرمائیں۔ حضرت سید صاحب نے شیخ الازہر سے میں رضویات کے حوالے سے خدمات سرانجام دینے والے تین مصری دانشوروں کے اعزاز میں ایک تقریب کی منظوری کے لئے درخواست پیش کی تو انہوں نے کمال شفقت اور محبت سے اس اجازت مرحمت فرمائی اور درخواست پر دستخط کئے ، پروگرام میں تشریف آوری کے لئے گذارش کی تو انہوں نے فرمایا: ''اگر مقررہ تاریخ کے شیڈول میں وقت کی گنجائش ہوئی تو ضرور آؤں گا۔'' اگرچہ وہ اپنی مصروفیات کے سبب پروگرام میں تشریف نہیں لا سکے تھے مگر حضرت سید صاحب اور حضرت علامہ شرف قادری رحمۃ اللہ علیہما شیخ الازہر صاحب کی ملنساری، تواضع اور علم دوستی سے بہت متاثر ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور زمانہ سلام کو عربی نظم کے سانچے میں ڈھالنے والے حضرت حسین مجیب مصری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ان سے ملاقات کی ، ڈاکٹر صاحب عربی کے علاوہ انگریزی ، فرانسیسی اور ترکی زبان میں بھی شاعری کے جوہر دکھائے۔ ڈاکٹر حازم صاحب نے سلام رضا کا عربی نثر میں ترجمہ کیا تھا جیسے ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے نظم کے سانچے میں ڈھالا جو کہ ''المنظومۃ السلامیۃ فی مدح خیر البریۃ'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر حسین مجیب صاحب نے ''صفوۃ

المدیح'' کے عنوان سے حدائق بخشش کو بھی عربی نظم کے سانچے میں ڈھالا ، یہ ترجمہ بھی قاہرہ سے شائع ہو چکا ہے۔

حضرت سید صاحب المنظومۃ السلامیۃ طبع کرنے والے ادارے'' الدار الثقافیۃ للنشر۔'' میں بھی تشریف لے گئے ، جہاں آپ نے ادارہ تحقیقات کی طرف سے'' المنظومۃ السلامیۃ' فی مدح خیر البریہ کے دو نسخے خریدے جن میں حضرت سید صاحب نے کچھ تو قاہرہ میں تقسیم کئے جبکہ باقی اپنے ساتھ پاکستان لے آئے جہاں سے دو نسخے عرب ممالک کے اہل علم کو بھجوائے جائیں گے۔ حضرت سید صاحب نے اس انداز میں سلام رضا کے ناشر کی بھی حوصلہ افزائی فرمائی۔

مورخہ ۲ جمادی الآخرۃ ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۹۹ء کو میں وکیل الکلیۃ ڈاکٹر فوری عبد ربہ کی صدارت میں ایک پروگرام منعقد ہوا جس کی کاروائی حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بعد میں عربی مرتب فرمائی راقم الحروف (ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی) نے اس کا اردو ترجمہ کیا جو کہ شائع ہو چکا ہے۔ اس پروگرام میں حضرت سید صاحب نے ادرہ تحقیقات امام احمد رضا کی طرف سے اعلی حضرت فاضل بریلوی کی عربی شاعری پر لکھے گئے راقم الحروف کے مقالہ کے نگران ڈاکٹر رزق مرسی ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ ،سلام رضا کو عربی نظم کے سانچے میں ڈھالنے والے مصری شاعر اور ادیب ڈاکٹر حسین مجیب مصری اور اعلی حضرت فاضل بریلوی کا عربی دیوان مرتب کرنے والے ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ حفظہ اللہ تعالی کو گولڈ میڈل پیش کیے گئے ، ڈاکٹر حازم صاحب نے ہی سلام رضا کا عربی میں نثری ترجمہ کیا تھا جسے ڈاکٹر حسین مجیب مصری نے عربی کے سانچے میں ڈھالا ، علاوہ ازیں انہوں نے مختلف مصری اساتذہ سے اعلی حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت اور خدمات پر مضامین لکھوا کر حضرت سید صاحب کے اس دورہ کے موقع پر'' مولانا احمد رضا بمناسبۃ مرور ثمانین عاما ھجریا علی رحیلہ۔'' کے عنوان سے ایک یادگاری کتاب مرتب کی جسے حضرت سید صاحب نے ادارہ تحقیقات امام احمد

رضا کی طرف سے قاہرہ سے شائع کروایا۔

ڈاکٹر حازم محمد احمد المحفوظ اس دورہ کے دوران حضرت سید صاحب اور حضرت علامہ شرف قادری رحمۃ اللہ علیہما کے ساتھ ساتھ رہے، انہوں نے حضرت سید صاحب کی کثیر اہل علم سے ملاقات کروائی، انہوں نے ڈاکٹر عبدالمنعم خفاجی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی دونوں حضرات کی ملاقات کروائی، مصر کے ادبی حلقوں میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں، انہوں نے عربی ادب کے حوالے سے کثیر کتب تصنیف فرمائی ہیں۔

حضرت سید صاحب اپنے ان دونوں رفقاء کے ہمراہ مصر کی بہت بڑی لائبریری بھی تشریف لے گئے، جہاں آپ نے رضویات سے متعلق عربی اور اردو کتب کا تحفہ پیش کیا جسے لائبریری کے اعلی حکام نے بصد مسرت قبول کیا۔

اس طرح حضرت سید وجاہت رسول قادری رحمۃ اللہ علیہ نے شدید علالت کے باوجود قاہرہ کا بہت مصروف دورہ کیا، اس دوران آپ یوں ہشاش بشاش رہے جیسے مچھلی پانی میں، گویا کہ تقدیس الوہیت اورشانِ رسالت کے پاسبان امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی فکر اور تعلیمات کو دنیا میں عام کرنا ہی حضرت سید صاحب کے لئے وجہ سکون تھا۔ اللہ کریم آپ جملہ علمی اور دینی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آپ کو جنت الفردوس میں اعلی مقامات سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وہ جو عالمِ علم و تحقیق کو ویران کر گیا

ابو سِنان عتیق الرحمٰن رضوی، مالیگاؤں (ہند)

+91 9096957863

26، جنوری کی سہ پہر تھی...... کچھ گھریلو کاموں میں مصروف تھا... کہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت العلام سید ابوالحسنین عبدالقادر جیلانی قادری بغدادی طال اللہ عمرہٗ کے یکے بعد دیگرے کئی فون آئے... علیکم سلیک کے بعد لرزتی آواز اور کپکپاتے لبوں سے نکلے جملے سماعتوں سے ٹکرانے بعد دل پر جا لگے... دنیائے سنیت کا نیر تاباں علم و تحقیق کا انمول ہیرا ہم سب کو داغ مفارقت دے گیا... فقیر کو تسلیاں دیں، تعزیتی و دعائیہ کلمات ادا کیے، دیر تک آپ کی خدمات کا ذکر کرتے رہے.....

دل ماننے کو تیار نہیں ہو رہا تھا کہ ایسا حادثہ پیش ہو چکا ہے... وصال کی خبر سنتے ہی احبابِ پاک سے رابطے شروع کیے... احباب کے رابطہ نمبرات مسلسل بزی آتے رہے... سوچا وٹس ایپ چیک کر لیا جائے، وٹس ایپ آن کرتے ہی حضرت مولانا مفتی یوسف کمال رضوی، مولانا سید مبشر قادری، مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی، مولانا اسلم رضا تحسینی، مولانا سید شاہ عبدالحق قادری، سمیت دیگر متعدد احباب کے پیغامات پر نظر پڑی... اور دل مغموم ہو گیا: انا للہ و انا الیہ راجعون

جس نے درجنوں محققین اور اسکالرز کو رضویات پر تحقیق کی راہیں فراہم کیں... جس نے ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی صدارت اور سرپرستی کے منصب سے افکار رضا کی اشاعت کی نئی نئی جہتیں تلاش کیں... جس نے ساری زندگی میرا رضاؔ میرا رضاؔ کے ترانے گنگناتے گزار دی... جس نے زندگی کا لمحہ لمحہ افکارِ رضا کی ترسیل و تبلیغ کے لیے وقف کر دیا... جہاں گئے، بھلے تنہا گئے مگر فکر رضا کی اشاعت کرنے والوں کی ایک جماعت، ایک تحریک چھوڑ آئے... پاکستان کا کوئی شہر کوئی قصبہ ایسا نہیں ہو گا جہاں جا کر

ذکر رضا کی شمعیں نہ روشن کی ہوں ... ہند، سندھ، بنگلہ دیش، حجاز مقدس، مصر، عراق جدھر گئے، افکار و اذکار رضا کے گلشن کھلا دیے ... امام احمد رضا کانفرنس کے پلیٹ فارم سے تحقیقات رضویات کو ایک نیا موڑ دیا ... عالمی جامعات میں محققین کو فروغ افکارِ امام احمد رضا پر تحقیق کی ترغیب دلاتے ... نہ صرف ترغیب دلاتے ہر ممکن علمی تعاون فراہم کرتے ... کوئی کتاب، کوئی مخطوط، کوئی حوالہ جب جہاں سے طلب ہوتا فراہم کرواتے ... تحقیق مکمل ہونے تک گاہے بگاہے فون کر کر کے احوال دریافت کرتے رہتے ... مفید مشوروں سے نوازتے ...

دین وسنیت کے کام کرنے والوں کی خوب پذیرائی کرتے ... خوب حوصلے بڑھاتے ... خوب سے خوب تر کی ترغیب دلاتے ... ایسے اصاغر نواز کہ ہم جیسے کچھ نہ کرنے والوں کو بھی محبت سے پیار سے کام کی راہیں بتاتے ... اور ٹوٹے پھوٹے کاموں پر خوب دعائیں دیتے ... انداز ایسا ہوتا کہ لوگ از خود آپ کی ترغیبات پر کشاں کشاں چلے آتے ... ہم چھوٹوں کو اس ادا سے نبھاتے کے ہر کوئی یہ سوچتا کہ سب سے زیادہ عزیز وہ ہے ... ہر کوئی سوچتا کہ سب سے زیادہ اسے نواز رہے ہیں ... آپ کی شفقتیں ... آپ کی یادیں ... آپ کی باتیں ... ذہن وفکر کے گوشوں میں قید ہیں ... بار بار عَود کر آتی ہیں ... بہت سارے خطوط وخاکے جن پر آپ کے ساتھ کام جاری تھا ... آپ کے بغیر تشنہ محسوس ہوتے ہیں ... آپ کا وہ رات کے سناٹوں میں کال کرنا ... فقیر زادے کو پیار دینا ... عائلی و دینی معاملات میں رہنمائی وسرپرستی کرنا ... فقیر کال رکھتے وقت آپ سے عرض کرتا حضور دعاؤں میں یاد رکھیے گا ..... مسکراتے اور فرماتے:

"یابُنَیَّ العَزِیزی الکریم ہر نماز کے بعد آپ سب کا سمنانی میاں (پیارے بیٹے سنان حمزہ قادری) کا نام لے کر فقیر دعا کرتا ہے"...

پھر دیر تک سنان حمزہ قادری کو بھی دعائیں دیتے رہتے ... ایک بار پیغام بھیجا:

" یہ فقیر حقیر پر تقصیر آپ کے اور آپ کے اہل خانہ کے لیے صبح و مسا دعا کرتا رہتا ہے... آپ کو ترقی پذیر دیکھ رہا ہوں"......

جون 2019ء کے اواخر میں جب حضرت ہسپتال سے رخصت ہو کر گھر تشریف لائے تو آنے بعد فقیر کو احوال سے آگہی کے لیے میسیج بھیجا اور اس حقیر سراپا تقصیر کی یوں عزت افزائی فرمائی:

" محبی فقیر گنہگار گھر آچکا ہے۔لیکن اب سانس کا مرض ہوگیا ہے اسکا علاج، اکسرے وغیرہ ہوگا ڈاکٹر نے بات کرنے سے منع کیا ہے جیسے ہی اجازت ملے گی سب سے پہلے ان شاءاللہ تعالی آپ سے گفتگو کا شرف حاصل کروں گا۔ اللہ کریم آپ کو خوش وخرم اور پھلتا پھولتا رکھے۔آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ"......

...... نیک بخت فیروز مند فرزند... یا ابنی العزیزی الکریم... ابوسمنانی میاں... آہ افسوس! اب یہ محبتیں... یہ پیار... یہ الفت... یہ اپنائیت... یہ اصاغر نوازیاں... یہ شفقتیں... یہ عنایتیں... یہ سب یادیں بن گئیں... کس کس عنایت کا ذکر کریں... اتنی نوازشات وکرم ہیں کہ ہم اس مختصر اظہاریے میں بیان نہیں کر سکتے... بس ہم نے اپنا عظیم محسن کھو دیا...

وہ محسن جس نے اپنی عمر کی ۸۰ ویں بہاروں کے بعد بھی سرعت و پابندی کے ساتھ دنیا بھر میں اہل سنت اور بالخصوص رضا کارانِ رضویات سے رابطے میں رہے... ان کی سرپرستی وعلمی رہنمائی فرماتے رہے... ایسے حالات میں بھی جب کہ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کی تلقین کی تب بھی آپ کے علمی وترغیبی معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں محسوس کی گئی... ضعف ونقاہت کے دور میں بھی آپ جواں مردی سے افکارِ رضا کی ترویج و اشاعت میں ہمہ تن مصروف ومشغول رہے...

ایسے تھے ہمارے مہربان ممدوح اعلیٰ حضرت کے چہیتے خلیفہ شیر بیشہ اہل سنت،

علامہ سید ہدایت رسول رامپوری لکھنوی علیہ الرحمہ کے پوتے ... اعلیٰ حضرت کے بڑے صاحب زادے حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ کے خلیفہ مولانا وزارت رسول قادری حامدی علیہ الرحمہ کے شہزادے: جنہیں دنیائے اہل سنت صاحبزادہ **سید وجاہت رسول تاباں قادری نوری** رحمہ اللہ تعالیٰ کے نام سے جانتی ہے... جنہیں اعلیٰ حضرت کے دوسرے شہزادے سیدی سرکار حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ سے بیعت و اجازت کا شرف بھی ہے... مرشد کریم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسا عشق و وارفتگی کہ فقیر جب بھی بریلی شریف حاضر ہوتا اور حضرت کو خبر دیتا تو بار بار احوال پوچھتے اور ایک سوال ضرور کرتے - مفتی اعظم کی مزار پر حاضری دی؟... متعد سادات و مشائخ اہل سنت کے علاوہ انہیں جانشین حضور مفتی اعظم یادگار مفسر اعظم حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ سے بھی خلافت ہے...

اہل سنت قلم کاروں، محققین اور دین وسنیت کے خدمت گاروں کا یہ عظیم محسن، حافظِ ملت علیہ الرحمہ کے قول: "زمین کے اوپر کام زمین کے نیچے آرام "کا حقیقی مصداق... زندگی بھر دین وسنیت کے کام کرنے والا ہم سب کو داغ مفارقت دے کر ابدی آرام کے لیے چلا گیا۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون۔**

یہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں
اب ان کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

تاریخی مادہ ہاے سنِ وصال

حضرت مولانا سید وجاہت رسول تاباں قادری رضوی رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ

سر براہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا (علیہ الرحمۃ)

(''تحقیقاتِ رضا'') 2020ء

	1441 ہجری
☆	الھی ادخلہ فی الخلد
☆	محبِ الہ جدا باد، رحمۃ اللّٰہ تعالی علیہ
☆	غریقِ حبِّ سبحان
☆	مشعلِ رضا
☆	بلند قدر، محبِّ رضا
☆	نام دارِ انجمنِ رضا
☆	آہ! گوہرِ ایوانِ امام احمد رضا
☆	نورِ بزمِ امام احمد رضا
☆	محمدی، سنّی، حنفی، ماتُریدی قادری آمدہ ام
☆	صادق العقیدہ وجاہت رسول قادری
☆	عالی قدر وجاہت رسول قادری
☆	وجاہت ابنِ وزارت رحمھم اللّٰہ
☆	یک عاشقِ مصطفیٰ وجاہت رسول
☆	زہے آگاہ معارفِ رضا

	2020 عیسوی
☆	صاحبِ کاروانِ مجدّدِ اعظم
☆	ادیبِ ادبِ رضویات
☆	مطیعِ فیضِ رضا
☆	پروردۂ سیدی اعلیٰ حضرت
☆	مدح، ناشرِ رضویات
☆	نورِ مہرِ اعلیٰ حضرت
☆	میر قافلہ سید وجاہت رسول تاباں قادری
☆	شاہ صاحب انجمِ اعلیٰ حضرت
☆	صاحبِ گلشنِ اعلیٰ حضرت
☆	آوازہ ، عاشقِ غوثِ پاک
☆	دایم غریقِ رحمت باد
☆	بگو، محبِّ فیضانِ رضا
☆	جویندہ فیضانِ رضا
☆	دیدنی فیضانِ رضا

عجلت میں اتنے ہی مادہ ہاے سنِ وصال اخذ کر سکا ہوں، الفاظ کے انتخاب یا اعداد کے شمار میں کوئی سہو ہوا ہو تو طالبِ عفو ہوں۔

مخلص ! کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

Rehmat – Ullah Alaihima

A true devotee of Imam Ahmad Raza Khan
Was Sayyed Wajahat Rasool Qadri Taban.

He thought, spoke, wrote and spread
Whatever Raza's writings he had read.

He used to seek ever luminous illumination
From Raza fountain of religious interpretation.

Although he was seated as IDARA's President
Yet he served as Imam Ahmad Raza's servant.

He sacrificed his health, wealth, leisure and pleasure
For exploring and acquiring Raza knowledge-treasure.

He utilized his capacities to maximum magnitude,
Wished to uplift IDARA as Chartered Research Institute.

His readings and writings, full of Ahmad Raza's love and light,
He believed, in sha'Allah, it would guide him to the path right.

Rizviyyat readers and researchers were his family and circle,
Whenever met them, his face sparkled with smile and twinkle.

He said them happy welcome and memorable farewell,
His heart-chambers did bloom and blossom upon their arrival.

Really, the boundless bounties of Imam Ahmad Raza Khan,
Eagerly acclaimed, the pen of Sayyed Wajahat Rasool Taban.

Always, Taban was very much pleased upon this precious asset,
*‘‘Mamnoon-e-Faiz-e-Raza’’ he penned down his title and epithet.

Written by:
Dr. Saleem Ullah Jundran, Mandi Baha-ud-Din,Punjab,Pakistan.
Dated : Jumadi-us-Sani 28 ,1441A.H. / February 23, 2020 AD.

Qadri, Sayyed Wajahat Rasool. (2005). Arz-e-Nasher. In Sufi Abd-us-Sattar Tahir Naqshbandi (Ed.), Maktoobat-e-Masoo’di. (PP.1-2),Silver Jubilee Celebrations, Imam Ahmad Raza International Conference. Karachi: Idara Tehqeeqat-e-Imam Ahmad Raza, International.

قطعہ بحوالہ سانحۂ ارتحال

حضرت صاحبزادہ وجاہت رسول تاباں قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

قابلِ عزو احترام تاباں وجاہت کرام
دارِ فنا کو چھوڑ کر سوئے بقا چلے گئے

حالتِ دل ہوئی عجیب ہے وہ حزین اور کھیب
جن سے سجی تھی مجلس اہلِ ولا، چلے گئے

صاحبِ درد و اہلِ دل، یعنی انیس مضمحل
رونقِ بزم علم و فن، شانِ وفا چلے گئے

ہاں! وہ گدائے مصطفیٰ، ہاں! وہ محبِ شہِ رضا
پڑھ کے درود اور ثناء ہو کے فدا چلے گئے

موت ہے وعدہ خدا، یعنی ضرور ہے فنا
پی کے وہ ساغرِ رضا، مستِ ولا چلے گئے

ناشرِ رضویات پر، رحمتِ رب ہو سر بسر
خدمتِ دین کر کے جو، لے کے بقا چلے گئے

واحدِ خستہ جاں سنو! اُن کے لئے دعا کرو!
وہ جو تمہیں بجان ودل، دے کے دعا چلے گئے

(از صاحبزادہ پیر ابوالحسن واحد رضوی)

DESIGN BY: SUBHAN PRINTERS FSD. 0301-7008928